فانکحوا ما طاب لکم من النساء
تحفۃ النکاح
شادی کے موقع پر اسلامی جنسی معلومات
واہم ترین احکام وتعلیمات کا عمدہ مجموعہ
تالیف: حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب پالنپوری
ادارۃ الرشید
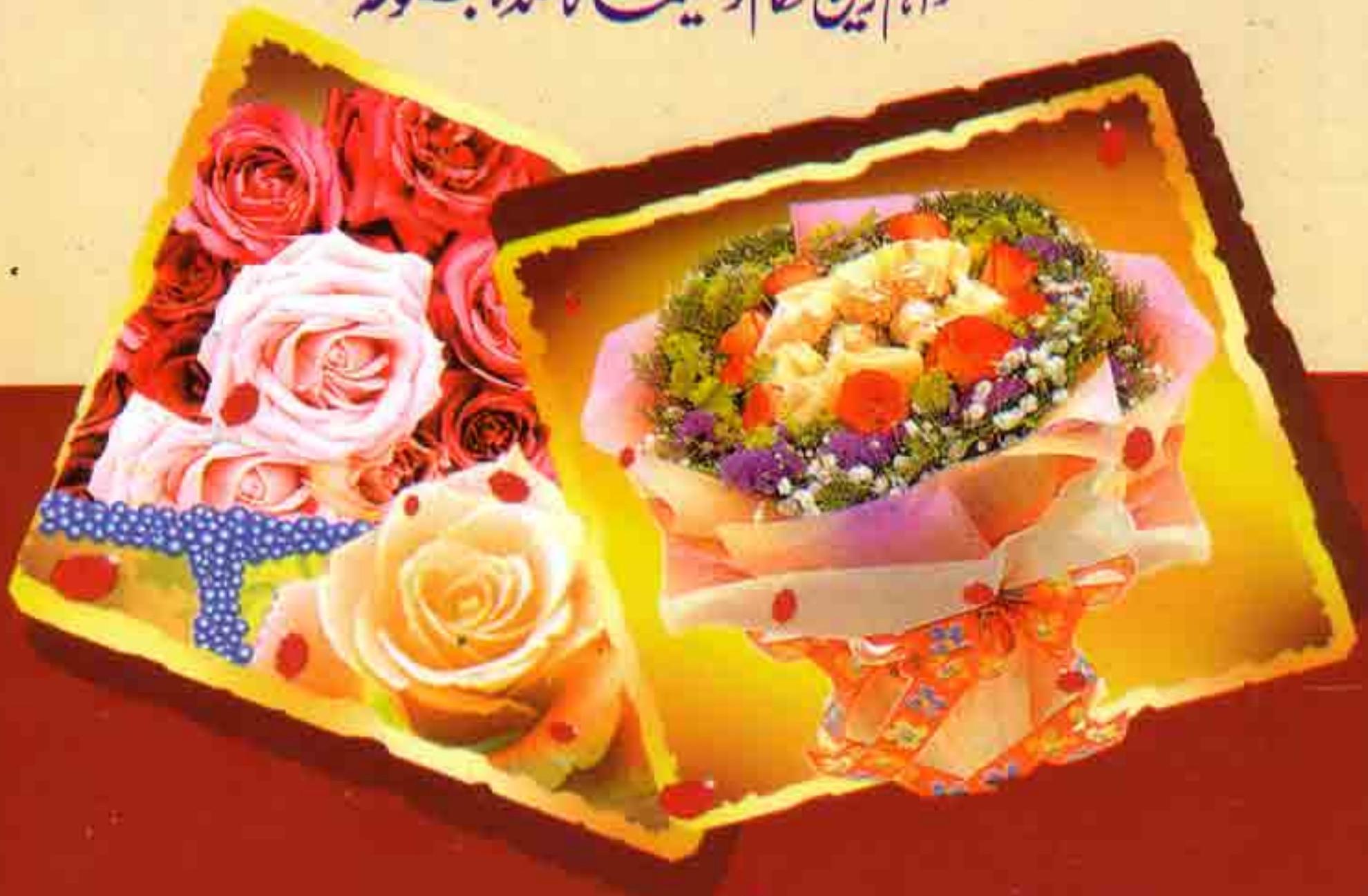
نام کتاب : تحفۃ النکاح

باہتمام : فیصل رشید

مطبع : البرکہ

ناشر : اِدَارَۃُ الرَّشِیۡد کراچی

موبائل : 0321-2045610
0213-7084125

ملنے کے پتے

بیت الاشاعت کراچی — مکتبہ عمر فاروق کراچی

کتب خانہ مظہری کراچی — مکتبہ خلیلیہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ رحمانیہ لاہور — شمع بک ایجنسی لاہور

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ ربّ العٰلمین والصّلوٰۃ والسّلام علٰی جمیع الأنبیاء والمرسلین خصوصًا علٰی سید الرسل سیدنا محمد الأمین وعلٰی اٰلہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ واتباعہٖ اجمعین الٰی یوم الدین، اما بعد!

اس وقت خدائے پاک کے فضل وکرم اور تبلیغی جماعت کی محنتوں سے دین کی جانب جو عام توجہ ہو رہی ہے، جس میں خاص طور سے جوان طبقہ بہت زیادہ متوجہ ہے۔ ان کے متعلق احباب کے ذریعہ یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ وہ سنتِ رسول (علیٰ صاحبہا الف الف سلام) کا شیدائی اور عاشق ہوتا ہے، اور اپنی جوانی کی پوری زندگی حبیبِ پاک ﷺ کی سنتوں اور اسلام کے پاک اور سادہ طریقوں کے مطابق گزارنا چاہتا ہے۔

ان جوانوں کے لئے سب سے اہم مسئلہ جوانی کی حفاظت اور شادی بیاہ کے پیش آنے والے معاملات اور خانگی تعلقات ہوتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ اس قسم کی دینی کتابیں اور مذہبی معلومات سے پُر مغز رسالوں کا مطالعہ کیا جائے، لیکن اسے اتفاق کہئے کہ منگنی شادی بیاہ اور پھر بیوی کے ساتھ ہونے والے اندرونی تعلقات و معاملات پر مشتمل کوئی اچھا رسالہ موجود نہیں ہے، نتیجتاً جب شادی وغیرہ کا موقع آتا ہے تو غیروں کی کتابیں دیکھنی پڑتی ہیں، جس میں انتہائی

فحش مضامین اور اخلاق سوز باتیں ہوتی ہیں۔

دوستوں کا اصرار تھا کہ اس موضوع پر دینی مزاج کے مطابق کوئی رسالہ نوجوانوں کے سامنے آئے تو بہت اچھا ہے، تاکہ غیروں کی کتابیں دیکھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے اور زندگی رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کے مطابق گزار سکیں۔

دوستوں کی یہ خواہش بہت عمدہ اور مناسب تھی اور ان کی خواہش کا احترام میرے ذمہ ضروری تھا، مگر ابتداء میں طبیعت کو کافی تردّد رہا، پھر اس موضوع پر مضامین کی تیاری بڑا اہم مسئلہ تھا، خصوصاً جبکہ اس قسم کی بہتر کتابیں بھی میسر نہیں۔

لیکن اس کا احساس ضرور رہا کہ گو انوکھا موضوع ہے، مگر ضرورت ایسے رسالہ کی بہت ہے، اور کیا بعید کہ سنتِ رسول اللہ ﷺ کو زندہ کرنے کی جو بشارتیں دی گئی ہیں ان میں شرکت ہو جائے اور سعادتِ دارین کا ذریعہ بنے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر اعتماد کیا، اس نے دستگیری فرمائی اور بڑی کوشش کے بعد یہ رسالہ تیار ہوا۔ اللہ تعالیٰ میری کوتاہیوں کو درگزر فرما کر رسالہ کو قبول فرمائے، اور تمام لوگوں کے لئے مفید بنائے۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز!

محمد ابراہیم پالن پوری
خادمِ حدیث نبوی ﷺ
مدرسہ عربیہ تعلیم الاسلام آنند (گجرات)

جوانی کی ابتداء:

لڑکے کی جوانی شریعت میں مختلف علامتوں سے پہچانی جاتی ہے، احتلام کا ہوجانا یا اس سے کسی عورت کو حمل کا ٹھہرنا یا شہوت کے ساتھ انزال ہوجانا، لیکن اگر اس طرح کی کوئی علامتِ بلوغ ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال پورے ہونے پر شریعت میں بالغ شمار ہوتا ہے۔

لڑکی کے بلوغ کی علامت حیض کا آنا یا احتلام ہوجانا یا حمل ٹھہرنا یا بیداری میں شہوت کے ساتھ منی کا نکلنا، اور کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال پر بالغہ شمار ہوگی۔

بالغ ہونے کے بعد وہ دونوں اَحکاماتِ شرعیہ کے مکلّف ہوجاتے ہیں، نماز، روزہ اور دیگر اَحکام ان پر فرض ہوجاتے ہیں، اب اگر غفلت یا نادانی کی وجہ سے ان کے ادا کرنے میں کوتاہی کریں گے تو ان کی قضاء اور تلافی کرنا ضروری ہوگا۔

بالغ ہونے سے پہلے بچہ اپنے ماں باپ کے تابع تھا، شریعت کی طرف سے اس پر کوئی چیز فرض نہیں تھی، مگر اب بالغ ہونے کے بعد وہ مستقل مرد شمار ہوتا ہے اور شریعتِ مطہرہ کے تمام اَحکام اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

جوانی کی امنگیں:

عربی زبان میں ایک حکیمانہ جملہ ہے: "اَلشَّبَابُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْجُنُوْنِ" (یعنی جوانی جنون کا ایک حصہ ہے)، اور حقیقت یہ ہے کہ بچہ میں جوان ہوتے ہی قسم قسم کے جذبات اور طرح طرح کی اُمنگیں اُبھرنی شروع ہوتی ہیں، اور اِردگرد کی سوسائٹی اور ملنے جلنے والوں کے ماحول کے مطابق ان کا اُبھار شروع ہوتا ہے، نوجوان بچہ کے لئے یہ نہایت خطرناک اور اہم موڑ ہے۔

جوانی کی صحیح حفاظت:

ماں باپ کو چاہئے کہ بچوں کے جوان ہوتے ہی ان کی خوب دیکھ بھال رکھیں، غلط قسم کے ساتھیوں اور دوستوں سے اس کو دور رکھنے کی پوری کوشش کریں، اسی طرح سینما، تھیٹر، فلم، ناچ گانوں، ناول اور افسانوں، ننگی تصاویر، اخلاق سوز چیزوں سے پوری طرح بچائیں۔ نیز عورتوں کے جمگھٹوں اور ان کی محفلوں میں آنے جانے اور نوعمر لڑکیوں کے ساتھ میل جول سے بہت دور رکھیں۔

نوجوان کو خود بھی ان تمام باتوں سے بے پناہ احتیاط کرنی چاہئے، ورنہ اگر جوانی کی ابتداء ہی میں بگاڑ کی طرف چل پڑا تو پھر اس کو صحیح رُخ کی طرف موڑنا پہاڑ سے زیادہ بھاری ہے، اور عزّت کے ختم ہونے کے ساتھ صحت وقوّت کے ضائع ہونے کا بھی سخت خطرہ ہے۔ یہی ایک موقع ایسا ہے کہ اس میں بگاڑ مستقبل کی پوری زندگی کو برباد کرنے والا ہے، اس لئے کہ انسانی فطرت میں دو

مادّے ودیعت کئے گئے ہیں، ایک خواہشِ نفسانی اور دوسرے مودّت ومحبت و انسیت کا، اور جوانی کے شروع ہوتے ہی ان دونوں میں حرکت شروع ہوتی ہے اور اُوپر جن باتوں سے بچنے کو کہا گیا ہے ان چیزوں سے ان دونوں مادّوں میں حرکت اور اُبھار آتا ہے، پھر عقل بھی اس موقع پر ناقص ہوتی ہے، اس لئے بہت جلد غلط جگہوں پر عشق ومحبت کا تعلق ہو کر غلط جگہوں پر اپنی خواہش پوری کرنے کی کوشش کرے گا اور بدکاری میں مبتلا ہو جائے گا، اور اگر کسی غلط جگہ دوستی کا موقع ملا، یا اپنی طبیعت کے اعتبار سے بہت زیادہ جری اور بے باک نہیں ہے تو پھر اپنی خواہش کو پورا کرنے کے لئے غلط اور غیر فطری طریقے تلاش کر لے گا، اغلام، جلق (لڑکوں سے بدفعلی کرنے کو اغلام کہتے ہیں، اور اپنے ہاتھ وغیرہ سے منی خارج کرنا جلق کہلاتا ہے) اور اس طرح کی گندی عادتیں پڑ کر دین اور دنیا دونوں کو برباد کرے گا، اور صحت ختم ہو جائے گی، بلکہ بہت سی دفعہ مستقبل میں شادی کے لائق نہیں رہے گا اور آہستہ آہستہ مرجھا جانے والے پھول کی طرح اس کی زندگی پژمردہ ہو جائے گی۔ نیز اس طرح کی غلط عادتوں سے بہت سی مرتبہ سوزاک اور آتشک جیسی مہلک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں جس کا علاج بہت ہی دشوار ہے، اس لئے پندرہ سال کی عمر سے لے کر بیس، بائیس سال کی عمر تک اس کا اہتمام کرنا چاہئے کہ انتہائی پاکیزہ کتابیں اور اچھا لٹریچر دیکھتا رہے اور صالحین کی مجلسوں میں آمد ورفت رکھے، اس مدت میں اگر اس نے اپنی صحت و جوانی سنبھال لی تو آئندہ کی پوری زندگی عافیت اور مزے کے ساتھ گزرے گی،

اور اگر اس مدت میں غلط صحبتیں ملیں اور بری عادتیں پڑ گئیں تو خطرہ ہے کہ موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہو اور جینا اجیرن ہو جائے۔

جوانی کی حفاظت کس طرح کی جائے:

❶ بچے جب باشعور، سمجھدار ہو جائیں (جس کی عمر عموماً سات آٹھ سال ہے) تو ان کو الگ الگ بستر پر سلانے کی عادت ڈالئے، چاہے وہ محارِم یعنی بھائی بہن ہی ہوں، ساتھ سونا شرعاً ممنوع ہے، نیز اس میں کسی وقت بھی اخلاقی بگاڑ کا اندیشہ ہے، پھر غیر محارِم کے ساتھ اور بھی احتیاط ضروری ہے۔

❷ نوعمر بچوں کے لئے بالکل خلوت اور تنہائی (اس طرح کہ اس کے کمرے میں کوئی دوسرا نہ ہو) رہنا اور سونا بھی اچھا نہیں، ورنہ اس سے ذہن میں انتشار پیدا ہوگا جو مختلف خطرات کا باعث ہوگا، سب کے ساتھ علیحدہ بستر پر سونا چاہئے۔

❸ ابتدائی جوانی میں بدن کی صفائی خصوصاً اعضائے تناسل کی صفائی نہایت ضروری ہے، ورنہ میل کچیل جمع ہوگا، کھجلی پیدا ہوگی اور جلد (کھال) کی بیماریاں پیدا ہوں گی۔ نیز کھجانے سے شہوت ولذّت پیدا ہو کر نقصان دِہ اثرات ظاہر ہوں گے، زیرِ ناف بالوں کو صاف کرتے رہنا بھی نہایت ضروری ہے۔

بال وغیرہ کی صفائی کی مدت:

افضل یہ ہے کہ ہر ہفتہ بالخصوص جمعہ کے دن صفائی حاصل کر لے، یعنی ناخن، مونچھ درست کر لے اور زیرِ ناف اور بغل کے بال کی صفائی کے بعد غسل

کرلے، زیرِ ناف اور بغل کے بال کی پاکیزگی ہر ہفتہ نہ کرسکے تو پندرہ بیس دن میں کرلے، انتہائی مدت چالیس دن ہے، چالیس دن گزر جائیں اور صفائی حاصل نہ کرے تو گنہگار ہوگا۔

❶ جوان بچوں کو کسی اچھے کام میں مشغول رکھا جائے، بے کار رہنا بہت بری بات ہے، ایک دانا (عقلمند) نے کہا اور سچ کہا کہ: ”بے کاری بدترین مشغلہ ہے، اس سے بہت جلد آوارگی پیدا ہو جاتی ہے“۔

❷ بُرے دوستوں، بُرے ساتھیوں اور بری صحبت سے دور رہنا بہت ہی ضروری ہے، بری صحبت سے تو اچھے بھی بگڑ جاتے ہیں، پھر یہ تو نوعمر جوان ہیں۔

❸ غلط لٹریچر، افسانے، ناول، عشقیہ قصے کہانیاں، محبت نامے وغیرہ پڑھنا نفسانی خواہش و میلان کو بھڑکا کر آدمی کو غلط راستہ پر لے جاتا ہے، اس سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

❹ اسی طرح سینما، تھیٹر، فلمی تصاویر دیکھنا، گانا بجانا، جوان لڑکیوں سے آنکھیں ملانا، بدنگاہی وغیرہ کرنا، یہ سب باتیں زہر سے کم نہیں، اس سے ہر شخص کو خصوصاً نوجوان کو بچنا بہت ضروی ہے۔

❺ اگر مکان میں نوکر چاکر یا نوکرانی مائیں وغیرہ آتی ہیں، تو ان سے گھر کے بچوں کے تعلقات پر کڑی نظر رکھنی چاہئے، ورنہ بعض مرتبہ وہ ہنسی مذاق میں تباہ کردیتے ہیں۔

❻ ماں باپ کو چاہئے کہ اولاد کی بہبودگی اور اصلاح وفلاح کے لئے ہمیشہ اللہ

تعالیٰ سے دعا کیا کریں۔

۷ اچھے لوگوں سے میل جول اور اچھی صحبت میں اُٹھنے بیٹھنے اور عمدہ دینی لٹریچر دیکھنے کی ترغیب دیتے رہیں۔

اصلاح کا طریقہ:

بچوں کو جوانی اور ان کی صحت کا سب سے بڑا فریضہ ان کے والدین اور گھر کے بڑوں پر عائد ہوتا ہے، انہیں چاہئے کہ نوعمر بچہ کی ہر ہر حالت اور ادا پر نظر رکھیں اور بڑی حکمت اور دانائی سے اس کو غلط چیزوں سے روکیں، اس کے جذبات اور عمر کی رعایت کرتے ہوئے اچھے واقعات بیان کئے جائیں اور بلند ہمت، اُونچے حوصلے والے ٹھوس اور تحقیقی کام کرنے کا شوق دلا کر ذہن کو ادھر مشغول رکھا جائے۔ نیز جب خود کوئی اچھا کام کرے یا اچھی مجلسوں میں جائے، صلحاء سے ملاقات کرے تو بچے کو بھی ساتھ رکھے تا کہ اس کی برکات اسے بھی نصیب ہوں اور بچپن سے اس کا شوق پیدا ہو اور چسکہ پڑے۔

شادی کب کرنی چاہئے؟

جوان ہونے کے بعد اگرچہ شادی کا خیال اور اس کی طرف میلان ہونے لگتا ہے، لیکن بالکل ہی ابتدائی جوانی میں شادی کر دینا صحت کے لئے مضر ہے، اس لئے کہ اس عمر میں جسمانی اعضاء بڑھتے ہیں، اعضاء میں قوت اور پختگی پیدا ہوتی ہے، اگر اس عمر میں شادی ہوگئی تو اعصاب کے مضبوط ہونے سے پہلے ہی جوہرِ جسم (مادّہ منویہ) ختم ہونا شروع ہو جائے گا، اور یہ اپنی نادانی اور طبیعت پر قابو نہ پانے

کی وجہ سے احتیاط بھی نہیں کرے گا جس سے اعضاءِ رئیسہ بھی کمزور جائیں گے۔

اس لئے کہ غذائے انسانی کئی مرحلوں سے گزر کر منی بنتی ہے، جس میں خالقِ کائنات نے انسان بننے کی قوت رکھی ہے، اب اگر اتنا قیمتی جوہر (منی) عقل وشعور کی کمی کی وجہ سے اعصاب کی کمزوری کے ساتھ ضائع ہونا شروع ہوگیا تو پھر ساری غذا منی کے خزانہ کی طرف متوجہ ہوگی، اور خون سے تیار ہونے والے اعصاب واعضاء مضمحل ہونا شروع ہوجائیں گے۔

اس نوعمر جوان کو اپنی صحت وقوت کی حفاظت کرنی چاہئے اور غلط حرکتوں سے مادّہ منویہ کو ضائع نہ کرنا چاہئے، پھر جب کچھ مدت گزرنے کے بعد ازدواجی رشتہ قائم ہوگا تو وہ لطف ولذّت اور سکون وراحت پائے گا جس کا تصور ممکن نہیں۔

البتہ جوان ہوتے ہی کسی جگہ نسبت طے ہوجائے تو اچھا ہے، تاکہ محبت اور فطری خواہش کے جذبہ کے لئے ایک مرکز ذہن میں مرکوز ہوجائے اور خیال کی دنیا اِدھر اُدھر بھٹکنے اور غیروں کی طرف جانے سے محفوظ رہے، مگر یاد رہے کہ شادی سے پہلے (اگرچہ منگنی ہوجائے) وہ اجنبی ہے، نکاح سے پہلے ہاتھ لگانا، گفتگو کرنا، اس کو دیکھنا ناجائز وحرام ہے۔

رشتہ طے کرنے کے آداب:

لڑکے کے جوان ہونے کے بعد جب اس کی نسبت طے کی جائے تو بہتر یہ ہے کہ پہلے خود اس کی رائے معلوم ہوجائے، اگر وہ خود کچھ نہ کہے تو اس کے ہم عمر دوستوں اور ساتھیوں کے ذریعہ اس کی دلی رغبت کا پتہ چلایا جائے۔

اس کی دلی رغبت کا کسی ذریعہ سے پتہ چل جائے تو اس کے اولیاء اس لڑکی اور اس کے خاندان کے حالات اور دینداری پر نظر کریں، اسی طرح یہ بھی دیکھ لیں کہ ان دونوں میں نبھاؤ ہو سکے گا یا نہیں؟ اگر دونوں میں موافقت نظر آئے تو رشتہ طے کر دیں۔

یہاں اس بات کا خیال رہے کہ لڑکے کی رائے کے بالکل برخلاف یا اس کی لاعلمی میں کسی جگہ رشتہ طے کر دینا عقلمندی کی بات نہیں، اس لئے کہ زندگی بھر ان کو ساتھ رہنا ہے، ورنہ خطرہ ہے کہ ان میں بے لطفی پیدا ہو اور جوڑ کے بجائے توڑ ہو جائے، لہٰذا اس کی زندگی کے مفاد کو سامنے رکھ کر اس کی خوشی سے رشتہ طے کیا جائے، ہاں! اگر ماں باپ کو یہ اندازہ ہو کہ لڑکا اپنے نفس کی شرارت اور طبعی آزادی کی وجہ سے ہماری پسند کردہ اچھی جگہ کو چھوڑ کر کسی غلط جگہ اپنا رشتہ طے کرنا چاہتا ہے تو اس کو سمجھانا چاہیئے اور جہاں رشتہ طے کرنا ہے وہاں کی خوبیاں اور فوائد ذہن نشین کرنا اخلاقی فریضہ ہے، اس طرح ہنسی خوشی رشتہ بھی پیدا ہو جائے گا اور ماں باپ کی طرف سے دل بھی صاف رہے گا اور کوئی کدورت پیدا نہیں ہوگی۔

پھر رشتہ طے کرنے کے لئے حسبِ ذیل باتوں کا لحاظ کرنا بہتر ہے:

❶ لڑکی کی عمر لڑکے سے کچھ کم ہو (زیادہ نہ ہو)، یعنی لڑکی کی عمر دو چار سال کم ہو۔

❷ نوعمر لڑکے کے لئے کنواری لڑکی زیادہ مناسب ہے، تاکہ حدیثِ پاک کے ارشاد کے مطابق ان میں خوب محبت اور موافقت پیدا ہو سکے۔

منگنی سے پہلے ایک نظر دیکھنا:

❸ نسبت طے کرنے سے پہلے دونوں ایک دوسرے کو ایک نظر دیکھ لیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ نکاح سے پہلے منکوحہ کو دیکھ لو، اس صورت میں امید ہے کہ دونوں میں محبت اور اُنسیت زیادہ پیدا ہوگی، اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ بسا اوقات اس قسم کے موقعوں پر سنی سنائی باتوں سے انسان اپنے ذہن میں کوئی بہت اچھا نقشہ قائم کر لیتا ہے، اور پھر بعد میں سامنے آنے پر وہ خوبیاں پائی نہیں جاتیں تو لڑائی اور جھگڑے تک نوبت پہنچ سکتی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر آدمی کی پسند الگ الگ ہوتی ہے، ہو سکتا ہے جو سنی ہوئی بات ہو وہ ان کی پسند ہو اور تمہاری پسند اس سے مختلف ہو، مثل مشہور ہے:

پسند اپنی اپنی!

دینداری کا خیال رکھنا:

❹ لڑکی کے انتخاب میں ضروری ہے کہ اس کی دینداری اور با اخلاق ہونے کو اور امورِ خانہ داری سے واقف ہونے کو ضرور دیکھا جائے، اس سلسلہ میں رسول پاک ﷺ کا ارشادِ مبارک ہمارے لئے بہترین راستہ بتاتا ہے، چنانچہ آپ ﷺ فرماتے ہیں: عورت سے نکاح چار باتوں میں سے کسی بات کا لحاظ کر کے کیا جاتا ہے، کوئی حسن و جمال دیکھ کر کرتا ہے، کوئی اس میں مال کی طرف نظر کرتا ہے، اور کوئی حسب یعنی اُونچے گھرانے کی لڑکی ڈھونڈتا ہے، لیکن کامیاب ہے وہ شخص جو اس کی دینداری دیکھ کر نکاح کرتا ہے۔

غور کیا جائے تو پہلی تینوں چیزیں درحقیقت انسان کے لئے وبال بن سکتی ہیں، مثلاً حسن و جمال بڑی اچھی اور دل لبھانے والی چیز ہے، مگر میرے عزیز! وہ بہت جلد زوال پذیر بھی ہے، خدانہ کرے چیچک کا ذرا سا حملہ ہو یا کوئی چوٹ یا بیماری آجائے اور وہ سارا حسن و جمال ختم ہو جائے، اور ویسے بھی وہ ابتدائی حسن و جمال چند سالوں کا مہمان ہے، جہاں کچھ مدت گزری اور اولاد کا سلسلہ شروع ہوا تو وہ چیز ہی ختم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ ایک بات یہ بھی ذہن میں رکھئے کہ اگر تم نے کسی کے حسن و جمال ہی کو تلاش کیا تو آخر اس کو بھی اپنے حسن و جمال پر ناز ہوگا، لہٰذا پہلے سوچ لے کہ اس کے ناز نخرے تو برداشت کر سکتا ہے یا نہیں؟

پھر اس حسن پر دوسروں کی نظریں بھی ہوتی ہیں، جس طرح تو نے اس کا ارادہ کیا، دوسرے بھی اس کو چاہ رہے ہوں گے، ایسا نہ ہو کہ تیرے نکاح میں آنے کے بعد وہ لوگ تیرے حق میں وبالِ جان بن جائیں۔

نیز اس کا بھی خیال رہے کہ جیسے تو حسن و جمال کا شیدائی ہے، وہ بھی اپنے لئے حسن و جمال کے پیکر کو چاہتی ہوگی، لہٰذا اپنے بارے میں غور کر لے کہ تو اس کا ہمسر ہے یا نہیں؟ ورنہ ایسا ہوگا کہ تو اس کا خواہش مند ہو اور وہ تجھ سے متنفر، تو اس کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہوگا اور وہ تجھ سے دور رہنے کی تدبیر کر رہی ہوگی، ایسے جوڑے میں لطف ہی کیا؟ اس لئے دینداری کو چھوڑ کر فقط حسن و جمال کو پیش نظر رکھنا حضور ﷺ نے پسند نہیں فرمایا، البتہ کسی قدر دلربا ہو تو زیادہ اچھا ہے۔

خاندان اور مال و جمال مت دیکھو:

کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جن کی نظروں میں مال و دولت کی بے پناہ اہمیت اور اس کی وقعت و عظمت ہوتی ہے، اور وہ کسی مالدار عورت کو اسی بنیاد پر چاہتے ہیں کہ گھر کی عزت میں اضافہ ہو اور مکان آباد ہو جائے، مگر اے میرے عزیز! یہ تو حسن و جمال سے بھی جلد زوال پذیر ہے، شام کے تو نگر صبح کو نادار دیکھے گئے ہیں۔ پھر شاید تجھے دھوکا ہو رہا ہے کہ وہ مالدار ہے، نہیں بلکہ اس کے گھر والے مالدار ہیں، کیا ان کا مال اس عورت کے ساتھ آئے گا بھی؟ اور اگر آیا تو کیا تیری مردانہ غیرت اس کے لئے تیار بھی ہے کہ تو مرد اور شوہر ہو کر بیوی کے مال و متاع پر رال ٹپکائے؟

اور اگر وہ مالدار گھر کی ہے تو اس کی ضرورتیں اور فرمائشیں بھی اسی انداز کی ہوں گی، کیا تجھ میں اس کا پورا کرنے کا حوصلہ بھی ہے؟ ظاہر ہے کہ ہاتھی کو خوراک اس کے موافق چاہئے، تو وہ تیری روکھی سوکھی روٹی پر قناعت کیسے کرے گی؟ پھر روزانہ لعن طعن سننے ہوں گے، اور رُوٹھنا اور منانا روز روز کا مشغلہ ہو جائے گا، تو وہ تیری شکر گزار بن کر کیسے رہے گی؟ اب زندگی میں تو تابع ہوگا اور وہ تم پر حاکم، اگر یہ ساری ذلتیں تجھے گوارا ہیں تو پھر نکاح کر کے دیکھ لے کہ وہ تیری فرمانبردار بیوی ہے یا حاکمہ؟ اس لئے داناؤں نے کہا اور ٹھیک کہا کہ مالداری میں عورت مرد سے کم ہونی مناسب ہے، تاکہ شکر گزاری اور نعمتوں کی قدر کرے۔

کچھ لوگ نکاح میں اُونچا گھرانہ اور اچھا خاندان تلاش کرتے ہیں تاکہ ان

کی وجہ سے عزت حاصل ہو، اور دوسروں پر فخر کر سکیں، لیکن ایسے لوگوں کو اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ خاندانی اُونچ نیچ کا مسئلہ خود غیر متعین اور شریعت کی نگاہ میں غیر معتبر بھی ہے، پھر اس کی وجہ سے ان ہی پریشانیوں کا خطرہ ہے جو اوپر مال و جمال کی صورت میں بیان کی گئی ہیں۔

اس لئے صاف بات یہ ہے کہ اگر دینداری نہ ہو تو مال و جمال یا حسب و نسب مطلق قابلِ اعتماد نہیں، نیز بے دینی کی صورت میں عورت کی عفت اور پاکدامنی بھی خطرے میں ہے جو اس کا اصلی جوہر ہے۔

اس لئے عورتوں میں دیکھنے کے لائق سب سے اہم دینداری ہی ہے، اگر وہ نماز روزہ کی پابند ہے، اچھے اخلاق سے متصف ہے، اور اُمورِ خانہ داری سے واقف ہے اور اس کا گھرانہ بھی دیندار ہے تو اے عزیز! اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے، یہ وہ جوڑا ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا ہے۔

دینداری کے ذیل میں اس کا بھی لحاظ کیا جائے کہ اس کے عقائد کیا ہیں؟ خیالات اور رجحانات کیسے ہیں؟ ان میں ایمانی جذبہ ہے یا نہیں؟ ورنہ خدانخواستہ نئی تعلیم کے اثرات اور بے حیائی اور بے حجابی پائی گئی تو خطرہ ہے کہ تمہیں بھی لے ڈوبے اور اپنی اولاد کو بھی اسی رُخ پر لگا دے۔

اس طرح عورت کا بدزبان اور فحش گو ہونا اور سیر و تفریح کا شیدائی ہونا اور اقارِب و اجانب سے اختلاط و میل جول نقصان دِہ ہے، اس طرح کی عورتوں سے بھی تعلق مفید نہیں۔

اسی طرح عورت کے انتخاب میں حسبِ ذیل باتیں بھی دیکھی جائیں:

❶ تندرست ہو، کسی مہلک بیماری میں مبتلا اور دائم المرض نہ ہو۔

❷ اپنے ہی خاندان کی ہو تو بہتر ہے، تاکہ صلہ رحمی بھی ہو سکے۔

❸ دونوں کا مزاج تقریباً یکساں ہو، مثلاً ایک بہت شوقین ہے اور دوسرا انتہائی سادہ مزاج ہے، تب بھی لطفِ زندگی دشوار ہے۔

❹ کسی قدر پڑھی لکھی اور دینی تعلیم یافتہ ہو، بالکل جاہل نہ ہو، ان باتوں کا لحاظ جیسے لڑکے والے کریں لڑکی والوں کو بھی کر لینا چاہئے۔

اس کے بعد جب منگنی کا ارادہ ہو تو مسنون طریقے پر وضو یا غسل کر کے چار رکعت پڑھے، دو رکعت صلوٰۃ الحاجہ اور دو رکعت صلوٰۃ الاستخارہ کی نیت سے، اور ان دونوں نمازوں کی احادیث میں وارد شدہ دعائیں بھی پڑھے اور پھر دعا کرے کہ اللہ زندگی کا بہترین رفیق عطا فرمائے اور تکمیل کے اسباب پیدا فرمادے۔

شادی کے مختلف مواقع میں اگر دعا وغیرہ کا اہتمام کیا جائے تو انشاء اللہ بہت ہی زیادہ نفع ہوگا۔

منگنی کیسے ہو؟

منگنی کے لئے کوئی خاص طریقہ نہیں ہے، یہ محض لڑکے اور لڑکی کے اولیاء کا آپس میں ایک معاہدہ ہے، اولیاء چاہیں تو زبانی بات چیت کے یا خط و کتابت کے ذریعہ یا کسی دوست وغیرہ کے ذریعہ بے کرلیں، نسبت طے ہو جانا ایک قسم کا

عہد اور معاہدہ ہے، اس کو جہاں تک ممکن ہو نبھانا چاہئے ورنہ بدعہدی ہوگی جو شریعت میں انتہائی ناپسند ہے۔

شادی کی تاریخ طے کرنا:

نسبت طے کرنے کے بعد دونوں طرف کے اولیاء زبانی یا خط و کتابت کے ذریعہ یا کسی آدمی کے ذریعہ نکاح کی تاریخ طے کرلیں، اس سلسلہ میں جتنی غلط قسم کی رسومات رائج ہیں وہ سب واہیات اور لغو چیز ہیں، ان سے حتی الامکان بچنا چاہئے۔

اس نسبت کے بعد نکاح کی جو تاریخ طے ہو جائے اس کے مطابق ہی رشتہ داروں اور دوستوں کی موجودگی میں انتہائی سادگی کے ساتھ نکاح کرلیا جائے۔

نکاح کے آداب:

نکاح کے متعدد آداب ہیں، ان سب میں اہم ادب یہ ہے کہ نکاح میں نیت اچھی رکھے، اس لئے کہ دنیا کے جائز کام میں بھی اگر نیت اچھی ہو تو اس پر ثواب ملتا ہے، پھر نکاح کرنا تو سنت ہے، تو جتنی نیت اچھی ہوگی ویسا ہی ثواب ملے گا، اس اعتبار سے نکاح ایک ہی عمل ہے لیکن جتنی نیتیں کی جائیں گی اتنا ثواب زیادہ ہوتا جائے گا۔

نکاح میں حسبِ ذیل نیتیں ہوسکتی ہیں:

❶ نکاح اس لئے کیا جائے کہ یہ حضورِ پاک ﷺ کی سنت ہے، چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ" اور سنت پر عمل کرنے سے ثواب ملتا ہے۔

❷ نکاح کرنے سے غلط کاریوں سے حفاظت ہوتی ہے۔

❸ نکاح کرنے کی وجہ سے نفس قابو میں رہتا ہے اور دل کے خیالات اِدھر اُدھر بھٹکنے سے اور نظر کے پراگندہ ہونے سے حفاظت ہوتی ہے۔

❹ حق تعالیٰ نکاح کی وجہ سے نیک اولاد عطا فرمائیں گے اور وہ نیک کام کرے گی اور والدین کے حق میں دعا کرے گی تو اس پر بھی ثواب ملے گا۔

❺ بال بچوں والے آدمی کی عبادت کا ثواب بہ نسبت غیر شادی شدہ کی عبادت کے زیادہ ہوتا ہے، تو اس ثواب کے زیادہ ملنے کی بھی نیت کرے۔

❻ نکاح کی وجہ سے جتنی اولاد ہوگی وہ حضورِ ﷺ کی امت میں اضافہ کا سبب ہوگا اور آپ ﷺ اس پر فخر فرمائیں گے۔

❼ خدائے پاک ایسی اولاد عطا فرمائے جو دعوت الی اللہ کی محنت کرے اس سے امت کو بھی دینی نفع ہوگا اور والدین کے لئے اجرِ عظیم کا سبب بنے گا۔

❽ اگر چھوٹے بچے مر گئے تو والدین کے جہنم سے نجات اور جنت میں داخلہ کا سبب بنیں گے۔

اسی طرح نکاح میں جتنی زیادہ نیتیں کی جائیں گی اتنا ہی زیادہ ثواب ہوگا اور دینی دنیوی برکتیں حاصل ہوں گی۔

بے سوچے سمجھے نکاح کرنا یا صرف نفسانی خواہش اور دنیوی لذتوں کے پورا کرنے کے لئے اتنا اہم کام انجام دینا، مؤمن اور مسلمان کی شان نہیں بلکہ یہ تو محض حیوانی مشغلہ ہوگا۔

❶ نکاح اور شادی کی ایک بڑی حکمت لطف وسکون کی زندگی حاصل ہونا ہے، اور یہ حکمت اسی صورت میں ظاہر ہوگی جب آدمی کا ذہن بھی ان فائدوں کی طرف متوجہ ہو اور محبت والفت کا جو مادّہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں رکھا ہے، اس کو بروئے کار لا کر زندگی گزارنے کا ارادہ ہو۔

❷ نکاح کا دوسرا ادب یہ ہے کہ علی الاعلان ہونا چاہئے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "وَاَعْلِنُوْا النِّکَاحَ وَلَوْ بِالدُّفِّ" (یعنی نکاح کا اعلان کرو، اگر چہ نقارہ بجا کر ہی ہو)، گویا چھپ کر نکاح نہ ہونا چاہئے۔ اور زنا اور نکاح میں یہی فرق ہوتا ہے کہ زنا (جو حرام ہے) چھپ چھپا کر کیا جاتا ہے اور نکاح (جو حلال ہے) وہ مجمع کے سامنے ہوتا ہے۔

❸ تیسرا ادب یہ ہے کہ نکاح مسجد میں ہو، اسی طرح کسی نماز کے بعد ہو، اور خاص طور پر جمعہ کے دن جمعہ یا عصر کی نماز کے بعد بہت زیادہ افضل ہے، اس طرح زمان ومکان دونوں کی برکتیں حاصل ہوں گی، ایسے ہی مجلسِ نکاح میں علماء صلحاء کا جتنا مجمع ہوگا اتنا اچھا ہے، تاکہ ان کی دعائیں بھی شاملِ حال ہوں اور رحمت وبرکت نازل ہو۔

❹ نکاح کوئی علاءِ دین یا نیک اور صالح آدمی پڑھائے، پہلے خطبہ پڑھ کر پھر ایجاب وقبول کرائے، اس میں اس بات کا خیال رہے کہ ناکح قبول کرتے وقت پورا جملہ کہے "میں نے قبول کیا" صرف "قبول" کہنا کافی نہیں۔

نکاح خوانی کے بعد دوست احباب مبارک باد دیں جس کے لئے حدیثِ

پاک میں یہ دعا آئی ہے: "بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکُمَا وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا بِخَیْرٍ وَاَخْرَجَ مِنْکُمَا الطَّیِّبَ" (اللہ تعالیٰ تم دونوں میں برکت دے، خیر وخوبی کے ساتھ جمع کرے اور نیک اولاد تم سے پیدا کرے)۔

۵ نکاح خوانی کے بعد چھوارے تقسیم کرنا یا لٹانا بھی مستحب ہے، البتہ اس کا خیال رہے کہ مسجد میں شور وشغب اور اس کی بے حرمتی نہ ہو۔

۶ نکاح میں مہر بہت زیادہ نہ ہو بلکہ درمیانے درجہ کا رہنا چاہئے، اسی طرح نکاح کے دوسرے کاموں میں اسراف اور فضول خرچی نہ ہو بلکہ اعتدال سے کام کرنا چاہئے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مُؤْنَۃً" (یعنی نکاح میں جتنا خرچ کم ہوگا اسی قدر برکت زیادہ ہوگی۔ لہٰذا جتنا کم ہنگامہ ہو اور کم خرچ ہو اور آسانی اور سہولت کے ساتھ انجام پا جائے، اتنی ہی ان شاء اللہ برکت ہوگی، اس طرح لڑکی کو جہیز دینے میں زیادہ تکلف نہ کرنا چاہئے، غور کرو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جہیز کیا تھا؟ دو چادر یمانی اور چار گدے، دو بازو بند چاندی کے اور تکیہ، ایک کملی، ایک پیالہ، ایک چکی، ایک مشکیزہ اور پانی رکھنے کا برتن یعنی گھڑا، اور بعض روایتوں میں ایک پلنگ بھی آیا ہے۔

حضرتِ اقدس حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: جہیز میں تین چیزوں کا لحاظ رکھنا چاہئے:

۱ اختصار، کہ گنجائش سے زیادہ کی فکر نہ کرے۔

۲ ضرورت کا لحاظ، کہ جن چیزوں کی سرِ دست ضرورت ہو وہ دینا چاہئے۔

۳ اعلان نہ ہو، کیونکہ یہ تو اپنی اولاد کے ساتھ صلہ رحمی کرنا ہے، دوسروں کو دکھانے کی کیا ضرورت ہے؟ حضور ﷺ کے فعل سے جو روایت میں مذکور ہے تینوں امر ثابت ہیں۔

رخصتی کا اسلامی طریقہ:

شادی ہو جانے کے بعد پھر لڑکی کو اس کو شوہر کے یہاں پہنچایا جاتا ہے، اس کو رُخصتی کہتے ہیں، رُخصتی بھی نہایت سادگی کے ساتھ ہونی چاہئے، چاہے اپنے گھرانہ کی کسی خاتون یا خادمہ کے ساتھ یا لڑکے والوں کے یہاں سے عورتیں آئی ہوں تو ان کے ہمراہ دُلہن کو بھیج دیا جائے۔

حضورِ اکرم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اُمِّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ (جو آپ ﷺ کی خادمہ تھیں) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں بھیج دیا تھا۔

رُخصتی کا کوئی خاص طریقہ شریعت میں نہیں ہے، نہ ہی کسی رسم و رواج کی پابندی ہونی چاہئے، اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ جو سامان بطورِ جہیز دیا ہو وہ اسی وقت ساتھ بھیجا جائے، بعد میں بھی بھیجا جا سکتا ہے۔

شبِ زفاف (یعنی پہلی رات) کیسے گزاری جائے؟

جب شادی اور رُخصتی ہوگئی اور دُلہن کو شوہر اپنے مکان پر لے آیا تو اب یقیناً ان میں خلوت اور تنہائی ہوگی، اس سلسلہ میں کچھ آداب و اُصول اور کچھ باتیں ذہن نشین ہونی چاہئیں۔

❶ دولہا اور دُلہن کو چاہیے کہ رُخصتی سے پہلے والا دن اس طرح نہ گزاریں کہ بالکل تھکے ہوئے ہوں اور آرام کا کوئی موقع نہ ملا ہو، بلکہ دن میں موقع نکال کر کچھ وقت آرام کرلینا چاہیے تاکہ دونوں کے ملاقات کے وقت طبیعت میں اِنبساط و شگفتگی اور بدن میں تازگی ہو۔

❷ اِنبساط کے اسباب سہولت کے ساتھ میسر آجائیں تو انتظام کرلینا چاہیے، مثلاً پھل فروٹ یا مٹھائی وغیرہ، خوشبو اور کمرے کی کسی قدر زینت۔

بعض جگہوں پر اس میں بہت مبالغہ کیا جاتا ہے اور حجلۂ عروسی کو سنوارنے کے لئے ہزاروں روپے خرچ کئے جاتے ہیں، یہ اسراف اور فضول خرچی ہے جس سے گناہ ہوگا، فضول خرچی شیطان کا عمل ہے۔

❸ اگر مہرِ معجّل (نقد مہر) کا رواج نہ ہو تو کوئی چیز بھی مہر کے علاوہ اس کے مزاج کی رعایت کرکے ہدیۂ پیش کردینی چاہیے، اس کے بغیر اس سے نفع اُٹھانا مردانہ غیرت و شرافت کے خلاف ہے۔

❹ پہلی ملاقات میں کلام اور گفتگو سے پہلے السلام علیکم ورحمۃ اللہ (تم پر اللہ کی سلامتی اور رحمتیں ہوں) کہے اور پھر عورت کی پیشانی اور اس کے بالوں پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھنا چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِھَا وَخَیْرِ مَا فِیْھَا وَخَیْرِ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّمَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ۔

ترجمہ: اے اللہ! میں اس عورت کی خیر و بھلائی کا اور جو خیر آپ نے اس میں

رکھی ہے اور جس چیز پر آپ نے اسے پیدا فرمایا ہے ان سب کا سوال کرتا ہوں، اور عورت کے شر سے اور جو شر اور برائی اس میں رکھی ہے اور جس شر پر آپ نے اسے پیدا فرمایا ہے اس سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

یہ بھی آداب میں داخل ہے کہ اوّلاً وضو کرے، پھر دو رکعت صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر خیر و برکت اور توافق و محبت اور پاکیزگی کے ساتھ دوام و بقاء، نیز صالح اولاد کے حصول کی دعا کی جائے۔

نیز سلف صالحین اور بزرگوں کا یہی عمل ملتا ہے کہ وہ دو چار رکعت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتے، پھر موقع کے مناسب اپنی دُلہن کے سامنے جو نہایت زیب و زینت اور بناؤ سنگھار کر کے آتی ہے، دنیا کے بے وقعتی اور بے ثباتی اور مال و دولت کے بے قیمت ہونے کا تذکرہ کرتے تاکہ مال کی محبت کم ہو اور دینی رُخ پیدا ہو۔

اور پھر ساتھ ساتھ اپنے تعلق اور محبت اور نکاح سے پہلے ہر طرح کی بیگانگیت اور نکاح کے بعد کے بے تکلف رشتہ و تعلق کا تذکرہ اور محبت کی باتیں کرے۔

اس بات کا ضرور دھیان رہے کہ زوجین شادی سے پہلے اجنبی اور بالکل غیر مانوس تھے، آپس میں کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں تھا، اب جب نکاح کے ذریعہ تعلق پیدا ہوا تو ظاہر ہے کہ ہے ایک دم سے وہ پوری طرح مانوس نہیں ہو سکتی، نہ کھل کر سامنے آسکتی ہے، اس لئے جماع اور صحبت میں (جو اس تعلق کی آخری کڑی ہے) جلد بازی ہرگز نہ کرنی چاہئے بلکہ ایک آدھ شب تو اس سے فقط انسیت و محبت اور

خوش طبعی کے باتیں ہوں پھر آہستہ آہستہ اسے اپنی طرف مائل اور اپنے قریب کرے۔ اور صحبت و جماع کے لئے تو ساری زندگی پڑی ہے، لیکن اگر اس میں انتہائی عجلت سے کام لیا گیا تو کئی طرح کے نقصانات کا اندیشہ ہے۔

❶ بیوی کے ذہن میں یہ بات جم جائے گی کہ نکاح کا مقصود فقط شہوت رانی ہے اور کچھ نہیں۔

❷ ظاہر ہے کہ عورت فطرۃً باحیا ہوتی ہے، وہ اتنی جلدی ہم بستری کے لئے آمادہ نہیں ہوسکتی، اور اگر اس نے آمادہ کر ہی لیا تو اس کی خواہش میں جلد اُبھار پیدا نہیں ہوگا، اس لئے کہ مرد کے پہلے فارغ ہوجانے پر اس کی خواہش ناتمام رہے گی اور اسے کوئی لذّت محسوس نہیں ہوگی۔

❸ پہلی مرتبہ جماع کرنے کی وجہ سے پردہ بکارت زائل ہوجاتا ہے، اور بے تکلفی نہ ہونے اور عورت میں خواہش پیدا نہ ہونے کی وجہ سے اس تکلیف کا زیادہ احساس ہوگا جو اس کے لئے سوہانِ روح اور شوہر کی طرف سے دل میں کراہت پیدا ہوجانے کا سبب بن جائے گا۔

عورت کو قریب کرنے اور اسے مانوس بنانے کے لئے ایک بات یہ بھی ذہن میں رکھئے کہ نکاح کے بعد ایک نئی دنیا سامنے آتی ہے، اور اس میں عجیب و غریب دل آویزیاں اور دل فریبیاں ہوتی ہیں، ایسے موقع پر اپنے آپ کو سنبھالنا بے حد ضروری ہے کہ بالکل عاشقانہ اور والہانہ انداز نہ ظاہر کیا جائے، ورنہ وہ آپ کو اپنا غلام اور خادم تصور کرے گی اور پھر اپنی بات کو منوانا اور اپنے مطالبات تسلیم کروانا

شروع کردے گی، اور نہ ہی عورت کو اپنا مملوک اور گھر کی خادمہ سمجھ کر روکھا پن اور ترش انداز اختیار کرے کہ بات کرتے ہی چہرے پر بل پڑتے ہوں اور یہ خیال ہو کہ ہمارا رُعب جم جائے، اس طرح رُعب اور وقار پیدا نہیں ہوتا بلکہ بیوی کے دل میں شوہر کے خلاف نفرت اور حقارت کے جذبات اُبھرتے ہیں۔

عورت گھر کی ملکۂ عفت بن کر آرہی ہے، فطری طور سے محبوبہ بھی ہے اور آپ کی رفیقۂ حیات، آپ کے اندرونی کاموں میں معاون و مددگسار بھی، اس لئے محبت و الفت کا بھی اظہار ہو، ساتھ ہی اپنا وقار و مقام بھی ملحوظ رہے، اس سے طبیعت میں شگفتگی پیدا ہوگی، اور آپ کا قوام و حاکم ہونا بھی ملحوظِ نظر رہے گا۔

ایک تنبیہ:

بعض لوگ شبِ زفاف کو شبِ قدر کے برابر باعظمت اور قبولیتِ دعا کی رات سمجھتے ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر، یہ خیال قطعاً غلط اور بے اصل ہے، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں، اسی طرح بعض یہ سمجھتے ہیں کہ مہر کے پیسے بالکل پاک ہیں، اور یہ بھی مشہور ہے کہ بیماری کے موقع پر اس سے علاج کرنا چاہئے تا کہ جلد شفا حاصل ہو، تو اس میں کوئی شک نہیں کہ مہر کا پیسہ عورت کے حلال اور پاکیزہ ہے، جیسے اور حلال طریقے سے کمایا ہوا مال ہوتا ہے، لیکن اس سے علاج کرنے سے جلد شفا ہوتی ہے، کہیں لکھا ہوا نہیں دیکھا۔

جماع کے آداب:

جماع (صحبت کرنا اور ہم بستر ہونا) انسان کی وہ طبعی اور اہم ضرورت ہے

کہ جس کے بغیر انسان کا صحیح طور سے زندگی گزارنا مشکل بلکہ تقریباً ناممکن سا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس خواہش کی تکمیل کا جذبہ انسانوں میں ہی نہیں بلکہ تمام حیوانات میں رکھا ہے، لیکن شریعت نے انسان کے اس فطری خواہش کی تکمیل کے لئے کچھ آداب اور طریقے رکھے ہیں تا کہ انسان اور حیوان میں فرق ہو جائے۔ اگر جماع کا مقصد فقط شہوت کی تکمیل ہی رکھی جائے جس طرح بھی ہو، تو انسان اور حیوان میں فرق ہی کیا ہو؟ اس لئے اس کے آداب کی رعایت شرعی حق ہونے کے ساتھ ساتھ انسانی حق بھی ہے۔

پھر شریعتِ مطہرہ نے جماع کو انسانی حق دینے کے ساتھ شرعی حق بھی دیا ہے، اس لئے اس پر بہت سی فضیلتیں بھی بیان کی گئی ہیں تا کہ ایک مسلمان کو اس فعل میں بھی ثواب ملے۔

چنانچہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی بیوی سے جماع کرنا بھی صدقہ ہے اور اس پر ثواب ملتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک شخص اپنی بیوی سے نفسانی خواہش پوری کرتا ہے اس میں بھی ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اگر وہ اپنی خواہش کسی غلط جگہ پوری کرتا تو اس پر گناہ ہوتا یا نہیں؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: ضرور! فرمایا: جب گناہ سے بچنے کے لئے حلال جگہ اس کو صرف کیا تو ضرور ثواب ملے گا!

انداز لگایئے کہ خدائے پاک کی کتنی رحمتیں ہیں اپنے ماننے والوں پر!

اب ہم جماع کے کچھ آداب بیان کرتے ہیں۔

❶ جماع کا ایک ادب یہ ہے کہ پہلے عورت کو پیار و محبت اور بوس و کنار کے ساتھ مانوس کرلیا جائے اور ایسی صورت اختیار کی جائے جس سے وہ بھی آمادۂ جماع ہوجائے۔

(عورت کو مائل کرنے اور اس کی خواہش اُبھارنے کی بہت سے صورتیں ہیں جو عورتوں کے مزاج واحوال کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں، مثلاً پیار ومحبت کی باتیں کرنا، بوس و کنار کرنا، بغل گیر ہونا، وغیرہ وغیرہ)۔ اطباء نے لکھا ہے کہ عورت میں جنسی خواہش اس کے پستان دبانے سے، نیز پستان کے سرے کو آہستہ آہستہ ملنے اور چوسنے سے بہت زیادہ اور جلد پیدا ہوتی ہے۔

پستان چوسنے کی وجہ سے اگر منہ میں دودھ آگیا تو اسے تھوک دے، شوہر کے لئے اپنے بیوی کا دودھ پینا حرام ہے، بلکہ بعض علماء کے یہاں تو نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے، اگرچہ ہمارے یہاں نکاح نہیں ٹوٹتا مگر حرام ضرور ہے۔

اطباء نے یہ بھی لکھا ہے کہ عورت کے جسم میں شہوت کا مرکز مختلف اعضاء میں ہوتا ہے جن کے چھونے اور ملنے سے اس کی شہوت اُبھرتی ہے، قرائن سے اس کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

بہرحال جب تک مکمل طور پر اس کی خواہش نہ اُبھرے، جس کا اظہار خود ہی مختلف حرکتوں سے کردیتی ہے (مثلاً شوہر کے قریب ہوتے جانا، آنکھوں میں خمار پیدا ہونا، شوہر کے بدن پر ہاتھ پھیرنا، اس کو چوم لینا، انگڑائی لے کر اپنے بدن کے محاسن ظاہر کرنا وغیرہ) اس وقت تک جماع میں مشغول نہ ہو۔ مرد کو چاہئے کہ

اس سے پہلے اپنے جذبات کو قابو میں رکھے جس کی ایک صورت یہ ہے کہ جماع کرنے سے پہلے ذہن کو جماع وغیرہ اور اس کی لذّت سے بالکل خالی رکھے)۔

فطری طور پر عورتوں کو طبائع مختلف ہوتی ہیں، اس لئے شوہر کو اس کی طبیعت وفطرت کا اندازہ لگا کر اقدام کرنا چاہئے، اگر کسی وقت عورت اس کے لئے کسی وجہ سے آمادہ نہ ہو تو اس کو اس پر مجبور نہ کرنا چاہئے۔

❷ جماع ایسے وقت میں کیا جائے جس میں طبیعت کا توازن درست ہو، نہ زیادہ بھوک کی حالت ہو، نہ بالکل پیٹ بھرا ہوا ہو، نہ ہی پیشاب و پاخانہ کا تقاضا ہو، نہ نیند کا غلبہ ہو، نہ ذہن پر پریشانیوں اور اُلجھنوں کا ہجوم ہو۔

❸ جماع میں حتی الامکان ستر اور پردہ ہونا چاہئے، اس لئے کوئی ایسا مکان ہونا چاہئے جس میں کوئی دوسرا نہ ہو، بلکہ نادان بچہ بھی نہ ہونا چاہئے (ہاں بچہ سویا ہوا ہو تو الگ بات ہے) حتیٰ کہ جانوروں کی موجودگی بھی مناسب نہیں، اسی طرح کلامِ پاک یا دینی کتابیں ہو تو ان پر کپڑا ڈال دیا جائے، نیز جماع کے وقت بالکل ننگا ہونا اچھا نہیں بلکہ بقدرِ ضرورت ستر کھولنا چاہئے اور باقی بدن پر کپڑا وغیرہ ڈال لیا جائے۔

❹ جماع کے موقع پر قبلہ رُخ نہ ہونا چاہئے، یہ احترامِ قبلہ کے خلاف ہے۔

❺ جماع سے بلکہ ملاقات سے پہلے یہ بھی مناسب ہے کہ مسواک یا منجن وغیرہ سے منہ صاف کر لینا چاہئے۔

منہ صاف رکھنا ویسے بھی مسنون اور فطرت میں داخل ہے، مگر اس موقع پر

اس کا اور زیادہ اہتمام کرنا چاہئے تاکہ ابتدائی مراحل میں منہ کی بو سے ایک دوسرے کو اذیت نہ پہنچے، بلکہ کوئی خوشبودار چیز الائچی وغیرہ منہ میں ڈال لی جائے تو اچھا ہے۔

❻ جماع کرنے سے پہلے مذکورہ دعاء کا پڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا۔

ترجمہ: اللہ پاک کے نام کے ساتھ یہ عمل شروع کرتا ہوں، اے اللہ! ہم کو شیطان سے بچا اور آپ اس سے جو اولاد عطا فرمائیں اس کو شیطان سے بچا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: اگر اس ملاپ میں حمل ٹھہر گیا تو اس بچہ کو شیطان نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ یہ دعا ستر کھولنے سے پہلے پڑھنی چاہئے اگر ستر کھولنے کے بعد یاد آئے تو دل سے پڑھے زبان سے نہیں اور دعا دونوں کو پڑھنی چاہئے۔

شیطان کے نقصان نہ پہنچنے کے مطلب میں علماء نے کئی مطلب رکھے ہیں، مگر ایک عمدہ مطلب بعض علماء نے یہ بیان فرمایا کہ اس بچہ کا ایمان محفوظ رہے گا، شیطان اس کو ایمان سے ہٹا نہیں سکے گا۔ اللہ اکبر! یہ کتنی بڑی دولت ہے کہ ایک دعا کی برکت سے بچہ کا ایمان محفوظ ہو جائے۔

❼ عین صحبت کے حال میں بولنا بھی مناسب نہیں، نہ ہی اس وقت بیوی کے علاوہ کسی اور سے جماع کرنے اور لطف اندوز ہونے کا خیال ذہن میں ہونا چاہئے، ورنہ یہ بھی زنا کے مترادف ہوگا۔ البتہ اگر شوہر کو سرعتِ انزال کا خطرہ

ہو تو صحبت شروع کرنے کے بعد ذہن اس طرف نہ رکھے تو جلدی انزال نہ ہونے میں مفید ہوگا، یعنی جماع کرتے وقت ذہن میں اس کا خیال نہ ہو کہ وہ جماع کررہا ہے تاکہ جلد انزال نہ ہو۔

❽ میاں بیوی کو ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھنا جائز ہے، کوئی گناہ نہیں ہے، مگر بلاضرورت اچھا نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ: نہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ستر دیکھا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ستر (زندگی بھر) دیکھا ہے۔

❾ جماع کا ایک اہم ادب یہ بھی ہے کہ جب تک دونوں کو فراغ اور اطمینان نہ ہوجائے الگ نہ ہوں، عورت کے فارغ ہونے سے پہلے الگ ہوجانا صحت کے اعتبار سے بھی مضر ہے، فراغت کی ایک علامت یہ ہے کہ عورت وہ گرفت جو شہوت کی حالت میں تھی ختم ہوکر بدن میں ڈھیلا پن آجائے۔

عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ مرد جلد فارغ ہوجاتا ہے اور عورت کو فراغت نہیں ہوتی، جس کی وجہ یہ ہے کہ عورت فطری طور پر مرعوب طبیعت ہے اور اس کے اعضائے جنسی پوشیدہ ہوتے ہیں اس لئے اس کے انزال میں دیر لگتی ہے، اور مرد گرم طبیعت اور اس کے اعضاء ظاہر اور باہر ہیں اس لئے وہ جلد فارغ ہوجاتا ہے۔

بہرحال اگر مرد پہلے فارغ ہوجائے تو اسے عورت کے فارغ ہونے تک اسی حالت پر برقرار رہنا چاہئے، اور دونوں کے سکون اور فراغت کی اہم علامت یہ ہے کہ اس کے بعد دونوں کو اطمینان کی نیند آجائے، اگر عورت کو سیرابی نہیں

ہوئی اور اس حال میں مرد الگ ہوگیا تو عورت کے دل میں تسکین نہ ہونے کی وجہ سے بجائے محبت کے نفرت پیدا ہوگی اور اگر ہر مرتبہ یہی قصہ چلتا رہا تو خطرہ ہے کہ وہ اپنی خواہش کی تکمیل کے لئے کوئی اور راہ تلاش نہ کر لے۔

ایک نہایت ہی منکر اور قبیح و ناپسندیدہ بات جس کے لکھنے کو بھی دل نہیں چاہتا مگر فیشن پرستوں میں وہ چل پڑی ہے، اس لئے اس کی قباحت اور برائی بیان کرنا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ مرد اپنے عضو مخصوص کو عورت کے منہ میں دیتا ہے اور عورت اس کو منہ میں لے کر چوستی ہے۔ یہ نہایت قبیح اور منکر فعل ہے، شریعت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں، اسی طرح مرد عورت کی شرم گاہ کو چومتا اور چاٹتا ہے، یہ بھی اسی طرح نہایت گندہ فعل ہے، کوئی شریف مرد یا عورت اس کا ارتکاب نہیں کرسکتا، نہ اسلام میں اس فعل کی کوئی گنجائش ہے، نہ انسانیت اجازت دیتی ہے، نری حیوانیت اور نئی تعلیم اور ٹیلی ویژن نے اس قسم کی حرکتیں جنم دی ہیں، اس سے بچنا چاہئے۔

۱۰ جماع سے فارغ ہونے کے بعد دونوں کو اپنے جنسی اعضاء الگ کپڑے سے صاف کر لینے چاہئیں، بلکہ حدیث میں آتا ہے کہ استنجا کر کے اور اعضاء کو دھو کر وضو کر کے سوئے، اس سے پاکیزگی بھی حاصل ہوگی اور دوبارہ جماع کرنے میں نشاط پیدا ہوگا۔

اگر وضو نہ کرے تو کم از کم تیمّم کر لے تا کہ کچھ درجہ میں تو پاکی حاصل ہو جائے۔

⓫ فارغ ہونے کے بعد جب تک بدن گرم رہے ٹھنڈی ہوا نہ کھانی چاہئے، ایسے ہی فوراً ٹھنڈا پانی وغیرہ بھی استعمال کرنا صحت کے لئے مضر ہے، البتہ کوئی ہلکی مقوی چیز کھانے میں حرج نہیں۔

⓬ پھر اگر دوبارہ جماع کرنے کا ارادہ ہو تو جب تک سچی خواہش پیدا نہ ہو جماع کرنا صحت کے لئے نقصان دِہ ہے (البتہ شرعاً جواز میں کوئی کلام نہیں)۔

سچی خواہش کی علامت یہ ہے کہ اعضائے شہوت کو حرکت دیئے بغیر اسی طرح ذہن کو صحبت کی طرف منتقل کئے بغیر شہوت پیدا ہو تو سمجھو سچی شہوت ہے، ورنہ نہیں۔

⓭ جماع نری خواہش پورا کرنے کی نیت اور ارادہ سے نہ ہو بلکہ اچھی نیت سے کیا جائے، مثلاً نفس و نگاہ کو پراگندہ ہونے سے بچانا، بیوی کا حق ادا کرنا، اولاد نیک صالح ہو اور داعی الی اللہ بنے وغیرہ اُمور کی نیت کر لی جائے تو لطف و لذّت کے ساتھ ثواب بھی ملے گا، بلکہ حدیثِ پاک میں صدقہ کرنے کا ثواب ملنے کی بشارت ملتی ہے۔

⓮ دوبارہ جماع کرنے سے پہلے بھی اسبابِ نشاط اختیار کریں اور بیوی کو پیار و محبت کے ذریعہ پوری طرح تیار کریں۔

⓯ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ حیض و نفاس یعنی عورت کی ناپاکی کی حالت میں صحبت کرنا بالکل حرام ہے۔ حیض (ماہواری) کی کم سے کم مدت تین دن تین رات، زائد مدت دس دن دس رات جیسے، نفاس (بچہ پیدا ہونے کے بعد) کی کم

مدت مقرر نہیں اور زائد سے زائد مدت چالیس دن چالیس راتیں ہیں، اس کی زیادہ تفصیل ''ہدیۃ النساء'' میں ملے گی۔

⓰ میاں بیوی کو رات کی تنہائی کی باتیں اپنے دوست احباب اور سہیلیوں کے سامنے ہرگز بیان نہ کرنی چاہئے، یہ سخت گناہ کی بات ہے۔ حدیثِ پاک میں فرمایا گیا کہ دوسروں کے سامنے اس طرح کی باتیں کرنا گویا ان کے سامنے یہی کام کرنا ہوا، جو انتہائی بے حیائی اور بے شرمی کی علامت ہے۔

جماع کی مدت:

ایک مرتبہ جماع کرنے کے بعد پھر کب جماع کرنا چاہئے؟ اس میں قطعی طور پر کوئی مدت نہیں بیان کی جاسکتی ہے، لوگوں کے حالات اور مزاج کے اعتبار سے مدت مختلف ہوسکتی ہے۔ اطباء لکھتے ہیں کہ یک مہینہ میں ایک ہی مرتبہ اسے اختیار کیا جائے، اور اگر زیادہ تقاضا ہو تو دو مرتبہ، اور اگر اس پر بھی اطمینان نہ ہو تو ہفتہ میں ایک بار۔ ہفتہ میں ایک مرتبہ جماع کرنا کنایۃً حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے، مثلاً حدیث میں جمعہ کے شب میں جماع کے غسل وغیرہ کر کے جمعہ کی نماز پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے، تاکہ جمعہ کی نماز میں کہیں آتے جاتے نظر پڑجائے تو طبیعت میں کسی قسم کی پراگندی پیدا نہ ہو، اور خواہشِ نفس سے اطمینان ہونے کے سبب نماز وخطبہ میں دل جمعی حاصل ہو۔

بہرحال اگر تقاضا اس سے بھی زیادہ ہو تو ہفتہ میں دو مرتبہ اختیار کیا جائے، باقی ہر رات میں، ایک ہی رات میں بار بار جماع کرنا صحت کے لئے بہت ہی

مضر ہے، بالخصوص آج کے دور میں جبکہ قویٰ بالکل کمزور ہو گئے اور غذائیں خالص نہ رہیں، بار بار جماع کرنا انسان کی جوانی کو بہت جلد ختم کر دے گا، اس لئے کہ ایک مرتبہ جماع کرنے سے منی کی کثیر مقدار خارج ہوتی ہے اور منی کی تیاری میں اچھی غذا کا کثیر حصہ صَرف ہوتا ہے، تو اس طرح اچھی غذا کی ایک بہت بڑی مقدار ایک مرتبہ جماع کرنے میں چلی گئی جس کی وجہ سے صحت پر بہت جلد اثر پڑے گا اور آدمی مختلف بیماریوں کا شکار ہو جائے گا، جن میں ایک اہم بیماری سرعتِ انزال ہے، اور آدمی جہاں سرعتِ انزال کے مرض میں مبتلا ہوگا تو جماع کی لذت اور اس کے لطف میں کمی ہوگی اور عورت کی تسکین نہ کرپانے پر آپس میں رنجش شروع ہو جائے گی، نیز کثرتِ انزال سے مادّہ منویہ کمزور اور پتلا ہوتا چلا جائے گا جس کا اثر اولاد پر بھی پڑے گا کہ وہ کمزور اور ضعیف الخلقت ہوگی، نیز بار بار جماع کرنے کا نقصان یہ بھی ہے کہ عورتِ خواہشِ نفانی نہ ہونے کی وجہ سے اس کو اپنے اُوپر وبال سمجھے گی اور یہ بھی تعلقات کے لئے مضر ہے، اور اس سے بھی بڑا نقصان ہے کہ عورت گو فطری طور پر با حیا اور خواہش نفسانی کے پورا کرنے کے معاملہ میں تھوڑے پر قناعت کرنے والی ہوتی ہے اور ایک مرتبہ تسکین و جماع کرنا مہینہ بھر کے لئے کافی ہوسکتا ہے، لیکن اگر اس کی شہوت کو چھیڑ چھاڑ کر کے اُبھارا جائے اور اس کی طبیعت اس طرح شہوانی ہوگئی اور ہمہ وقت اس کے دماغ میں یہی خیالات پکنے لگے تو اس کے بعد شہوت کا بھوت اس پر سوار ہو جائے گا اور اسے اس کی عادت ہو جائے

گی، نتیجہ یہ ہوگا کہ کچھ مدت کے بعد آپ عاجز ہوں گے اور وہ اس کے لئے آمادہ ہوگی، وہ آپ کو دعوتِ عمل دے گی اور آپ مجبوریاں ظاہر کرتے ہوں گے، آپ تھک کر آرام کرنا چاہتے ہوں گے اور وہ جاگنے پر مجبور کرتی ہوگی۔

یہ صرف آپ کے انجام پر نظر نہ کرنے اور بے قابو ہونے کا نتیجہ ہے، پھر اس کا انجام ذلت و رُسوائی اور ڈاکٹروں اور حکیموں کے چکر لگانے کے سوا کچھ بھی نہیں، مگر پہلے والی بات پھر بھی پیدا نہیں ہوسکی تو تفریق کا بھی خطرہ ہے، اور اگر اس درمیان میں کوئی خبیث غلط راستہ سے پھسلانے والا مل گیا تو اس راہ پر پھسل جانا بعید نہیں، اس لئے بہت ہی سوچ سمجھ کر اس انمول دولت اور لذت سے نفع اٹھانا چاہئے تاکہ صحت، قوت اور جوانی باقی رہے اور لطف دائمی رہے اور اولاد بھی تندرست اور سالم پیدا ہو۔

جماع کس وقت ہونا چاہئے؟

جماع کے لئے دن کی بہ نسبت رات کا وقت زیادہ اچھا ہے اور اسلامی مہینوں کے اعتبار سے پہلی اور پندرہویں اور آخری رات کے علاوہ بقیہ راتوں میں یہ فعل کرنا چاہئے، کیونکہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تین راتوں میں شیاطین زمین پر زیادہ پھیلتے ہیں اور ہفتہ کے اعتبار سے جمعہ کی شب میں بعض فقہاء نے جماع کو مستحب لکھا ہے، اور شب میں بھی شروع حصہ کی بہ نسبت شب کا آخری حصہ زیادہ مناسب ہے کہ رات کے ابتدائی حصوں میں سولیا جائے تاکہ دن بھر کی تھکن سے راحت ملے اور مکمل سکون حاصل ہو، اور ایک فائدہ یہ

بھی ہے کہ رات کا تھوڑا سا حصہ ہی جنابت (ناپاکی) میں گزرے گا، البتہ رات کا اتنا آخری حصہ بھی نہ ہو کہ پھر دوبارہ آرام کا وقت نہ رہے، کچھ دیر اس کے بعد بھی آرام کرلینا چاہئے۔

جماع کا طریقہ:

شریعتِ مطہرہ نے بیوی کے پورے بدن سے ہر طرح نفع اُٹھانے کی اجازت دی ہے، البتہ لواطت یعنی پچھلے مقام سے صحبت کرنا بیوی سے حرام ہے، کہ وہ جماع کرنے کا محل اور مقام ہی نہیں، اس لئے صحبت اگلے حصہ ہی میں جائز ہے اور اس کے لئے جو بھی طریقہ اختیار کیا جائے شریعت میں اس کی ممانعت نہیں، البتہ اشارۃً دو طریقے اچھے اور عمدہ معلوم ہوتے ہیں:

پہلا طریقہ جو ہر جاندار میں فطری ہے کہ مرد اُوپر رہے اور عورت نیچے ہو، اس میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ مرد کو حرکت کرنے کا پورا موقع ملے گا جس سے لذّت زیادہ حاصل ہوگی۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عورت پر تھوڑا وزن آئے گا جس کی وجہ سے اس کی لذّت میں اضافہ ہوگا اور اس کو بھی جلد فراغت ہوگی، نیز یہ طریقہ استقرارِ حمل کے لئے بھی معین ہوگا۔

(خاص صحبت کے بارے میں ایک ڈاکٹر کا مختصر مگر جامع مضمون نظر سے گزرا لہٰذا اس کو پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

جماع میں عورت پیٹھ کے بل (چت) لیٹے اور نیچے رہے، وہ اپنی ٹانگوں کو پھیلائے ہوئے ہو اور مرد اس کے اُوپر اس طرح لیٹے کو دونوں عضوِ خاص ایک

دوسرے کے مقابل ہو جائیں پھر مرد جماع کر کے قدرت کے منشا کے مطابق حرکت کرنے لگتا ہے تو اس فعل میں اور لذت پاتا ہے، پھر وہ منزل آجاتی ہے کہ مرد کے عضو سے منی خارج ہو کر عورت کی بچہ دانی تک پہنچتی ہے، اس کے ساتھ ہی عورت کا سارا جسم ڈھیلا پڑ جاتا ہے اور مرد کا عضو سکڑنا شروع ہو جاتا ہے، عورت کے سرین اور کمر کے نیچے ہلکا سا تکیہ رکھ دیا جائے تو لذت اور مزہ حاصل ہونے اور حمل ٹھہرنے کے لئے مفید ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ عورت کو (بقول اطباء) ہر مہینے میں ایک یا دو مرتبہ بعض کو حیض سے پہلے اور بعض کو حیض کے بعد شہوت کی ایک خاص لہر اٹھتی ہے اس وقت وہ صحبت کے لئے بیتاب ہوتی ہے، مگر فطری حیاء کے سبب زبان سے کچھ کہنے کے بجائے اطوار و انداز سے اظہار کرتی ہے، مرد کو چاہئے کہ ایسے وقت کو سمجھنے کی کوشش کرے اور اس وقت خواہش کو ضرور پورا کرے اس سے محبت بڑھے گی اور لطف بھی خوب آئے گا، ایسے اوقات کو ضائع کر کے اس کی شہوت ٹھنڈی ہونے پر اس کو چھڑنا بے مروّتی کی بات ہے)۔

اشارۃً قرآن کریم میں بھی یہ طریقہ مذکور ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلاً خَفِيْفًا.

ترجمہ: یعنی جب مرد نے عورت کو ڈھانپ لیا تو اسے ہلکا سا حمل رہ گیا۔

اور اس کی صورت یہی ہے کہ عورت چت لیٹے اور مرد اس کے اُوپر الٹا لیٹے کہ عورت کے ہر عضو کے مقابل مرد کا ہر عضو ہو جائے۔

دوسرا طریقہ جس کے متعلق حدیثِ پاک میں ارشاد ہے:

اِذَا قَعَدَ بَیْنَ شُعَبِھَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَھَدَھَا۔

ترجمہ: مرد جب فرج کے چاروں جانب کے درمیان میں بیٹھ جائے پھر مشقت میں ڈالے عورت کو۔

شُعَبِ اَرْبَعُ سے کیا مراد ہے؟ اس میں راجح قول یہ ہے کہ عورت کی دو سرین اور دو ران مراد ہے، اور اس کے درمیان بیٹھنا اس وقت ہوگا جبکہ عورت لیٹی ہو اور اس کی ٹانگ اُٹھا کر جماع کرے، یہ طریقہ حمل ٹھہرانے کے لئے بھی مفید ہے، اس لئے کہ رحم کی تھیلی باہر کی طرف ذَکَر کے بالکل مقابل آجاتی ہے۔

تنبیہ:

❶ اگر شادی باکرہ (کنواری) عورت سے ہو تو پہلی مرتبہ صحبت کرنے میں اس کے پردۂ بکارت کے پھٹنے سے اسے تکلیف ہوتی ہے، جس سے وہ گھبرا جاتی ہے، ایسے وقت نرمی کا معاملہ کرنا چاہئے، حرکت کم کرنی چاہئے۔

❷ کنواری عورت سے اگر شادی ہو اور پردۂ بکارت معلوم نہ ہو تو اگر عورت کے اخلاق اچھے ہوں اور برائی میں مبتلا ہونے کے آثار نہ ہوں تو فقط اس پردہ کے نہ ہونے سے اس کو متّہم نہ کرے اس لئے کہ فقہاء نے لکھا ہے اور اطباء بھی کہتے ہیں کہ بعض مرتبہ کہیں کودنے پھاندنے سے یا کہیں گر پڑنے سے، اسی طرح کثرتِ حیض سے اور کافی مدت تک شادی نہ ہونے سے بھی پردۂ بکارت ختم ہو جاتا ہے۔

غسلِ جنابت کا بیان:

مرد نے جب شب میں جماع کیا ہو تو صبح ہوتے ہی نمازِ فجر سے پہلے غسل کرنا چاہیے، اس کو غسلِ جنابت کہتے ہیں۔

غسلِ جنابت بہت اہتمام کے ساتھ کرنا چاہیے، خصوصاً میاں بیوی اپنے اعضاءِ جنسیہ کو اچھی طرح دھونے کا خیال رکھیں۔

مرد اپنے عضو کو اچھی دھوئے خصوصاً ختنہ والی جگہ کی کھال میں رطوبت جمع ہو جاتی ہے، اسے صاف کرے ورنہ جلدی (کھال کی) بیماریوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے، ایسے ہی عورت اپنے اندامِ نہانی کی صفائی کرے۔

غسل سے پہلے پیشاب کر لینا چاہیے تاکہ اگر منی کا کچھ حصہ رُکا ہوا ہو تو خارج ہو جائے۔

غسلِ جنابت کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے بدن کے جس حصہ پر ناپاکی لگی ہو اسے دھوئے، پھر وضو کرے، پھر پورے بدن پر خوب پانی بہائے، غسل میں تین فرض ہیں: ① کلی کرنا۔ ② ناک میں پانی ڈالنا۔ ③ پورے بدن پر پانی بہانا۔

تنبیہ:

غسلِ جنابت کئے بغیر گھر میں پڑے رہنا بے برکتی اور نحوست کا سبب ہے، اس میں شرم اور حیا نہ کرنی چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنابت کی حالت میں پڑے رہنے سے رحمت کے فرشتے گھر میں نہیں آتے، مراد یہی ہے کہ سستی اور کاہلی سے پڑا رہے

کہ جس کی وجہ سے نمازیں بھی قضا ہو جائیں، ہاں! فقط رات کے تھوڑے حصہ میں جنابت کی حالت میں سونا مراد نہیں۔

تنبیہ:

یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح جماع کرنے سے غسل فرض ہو جاتا ہے، اسی طرح احتلام (یعنی نیند میں خواب دیکھ کر انزالِ منی ہونے) اور نیم خوابی میں منی نکلنے سے بھی غسل فرض ہو جاتا ہے، اسی طرح بیداری میں شہوت کے ساتھ انزال ہو یا عورت کے چھونے اور بوسہ دینے میں شہوت پائی جائے اور انزال ہو جائے تو بھی غسل فرض ہو جاتا ہے۔

عورت کو اس قسم کی شکایت کم ہوتی ہے، جماع کی صورت میں جب مرد کی سپاری کا حصہ عورت کے فرج میں داخل ہو جائے گا تو اس پر غسل فرض ہوگا، ہاں! کوئی عورت بہت کمزور ہو اور بغیر دخول کے اس کو انزال ہو جائے تو اس پر بھی غسل فرض ہوگا۔

زنا کا بیان:

جس طرح ابھی نکاح کے فضائل اور اس کے آداب بیان ہوئے، اسی طرح نکاح کی ضد یعنی زنا کے متعلق کچھ باتیں بیان کی جائیں تا کہ اس کی برائی اور اس کے عیوب سامنے آجائیں۔

زنا یعنی کسی اجنبی عورت سے غلط طریقے سے خواہش پوری کرنا نہایت قبیح شنیع اور برا کام ہے، اس کا شمار کبیرہ گناہ میں ہوتا ہے، قرآن کریم اور حدیثِ

پاک دونوں میں اس کی برائی بیان کی گئی ہے، زنا کرنے سے آدمی دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہوتا ہے، اور مختلف وباؤں اور آفتوں میں بھی پھنستا ہے، اگر اسلامی سلطنت نافذ ہوتو غیر شادی شدہ کو سو کوڑے اور اور شادی شدہ کو سنگسار کیا جاتا ہے اور وہ بھی مجمعِ عام کے سامنے تاکہ لوگوں کو اس سے عبرت حاصل ہو۔

جس طرح زنا کرنا حرام ہے، اسی طرح لواطت (یعنی لڑکوں سے بدفعلی کرنا) یہ زنا سے بھی زیادہ برا اور گندہ عمل ہے، اسی فعلِ بد کی وجہ سے قومِ لوط پر بھی عذاب آیا، جس کا تذکرہ قرآنِ کریم میں بار بار مختلف انداز سے کیا گیا۔ اور اس کی شرعی سزا دوسرے اماموں کے یہاں تو زنا کی سزا ہے، مگر علماءِ حنفیہ کے یہاں مسلمان بادشاہ کو اختیار ہے چاہے پہاڑ یا کسی اونچی جگہ پر سے گرا کر ہلاک کردے یا کوئی اور سخت سزا دے۔ الغرض اس فعلِ بد پر حدیث میں سخت لعنت وارد ہوئی ہے۔

ولیمہ کا بیان:

رُخصتی کے بعد جب ایک شب خلوت کے ساتھ گزر گئی تو ولیمہ کی دعوت کرنا سنت ہے، اور اس میں اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرنا چاہئے، اگر خدائے پاک نے دولت دے رکھی ہے تو اقرباء اور دوست واحباب اور صلحاء وعلماء کی ایک وقت کی دعوت کردی جائے اور اگر مالی حالت کمزور ہے تو جو بھی دال روٹی میسر ہو اس میں کچھ لوگوں کو شریک کرلیا جائے، لیکن قرض لے کر دعوت کرنے کی ضرورت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک ولیمہ ایسا بھی کیا ہے کہ دستر خوان

پھیلا دیا گیا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمادیا جس کے پاس جو کھانا موجود ہو وہ لے آئے، اس کے بعد سب کھانا ملا کر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شریکِ طعام کرلیا گیا۔ اس سے بڑھ کر اسلام میں اور کیا سادگی ہو سکتی ہے۔ البتہ اس کا پورا لحاظ رکھا جائے کہ صرف امراء ہی کو دعوت نہ دی جائے بلکہ غرباء و صلحاء کا زیادہ حق ہے، ایسے کھانے کو **شر الطعام** فرمایا گیا ہے جس میں صرف امراء ہی مدعو ہوں اور غرباء کو دھکے دیئے جائیں لہٰذا دعوت میں سب کو شریک کرلیا جائے۔

نوٹ: ایک بات یہ بھی یاد رہے کہ اگر کسی وجہ سے شادی کا موقع نہ ہو یا بیوی کے ہوتے ہوئے صحبت کا موقع اور گنجائش کسی بھی وجہ سے نہ ہو تو ایسے مواقع میں اپنی عصمت و عفت کی حفاظت کے لئے شریعتِ مطہرہ نے کثرت سے روزہ رکھنے کو بتایا ہے، اس سے نگاہ نیچی ہوگی اور پاکدامنی حاصل ہوگی۔

زوجین کے حقوق ایک دوسرے پر:

نکاح کے بعد دونوں میاں بیوی کے حقوق ایک دوسرے پر عائد ہوتے ہیں، اس لئے ہر ایک کو اپنے ذمہ حقوق کی ادائیگی کی فکر کرنی چاہئے، اسی صورت میں حقوق کی ادائیگی ہوگی اور تعلقات میں استحکام پیدا ہوگا۔

❶ ایک اہم حق جو خود دونوں سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کی طبیعت اور خواہش کا پورا لحاظ رکھا جائے، مثلاً بعض طبائع انتہائی شہوانی ہوتی ہیں، اس قسم کی طبیعت رکھنے والوں کو بار بار اس کی تکمیل کا تقاضا پیدا ہوتا ہے، اور بعض طبائع بہت کمزور شہوت والی ہوتی ہیں، ان کو اس کی طرف میلان کم ہوتا ہے، اب اگر

دونوں کی طبیعتیں یکساں اور ایک ہی طرح کی ہوں تب تو کوئی بات نہیں، لیکن بہت سی مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک کی خواہش بہت زیادہ ہوتی ہے اور دوسرے کی خواہش بہت کم ہوتی ہے، اگر مرد کو بہت زیادہ خواہش ہوتی ہو تو اسے اپنی طبیعت پر کنٹرول کرنا چاہئے اور عورت کے مزاج کا خیال کر کے کبھی کبھار قصد کرنا چاہئے۔

اور اگر مرد کمزور طبیعت کا ہے تو عورت کی خواہش کی تکمیل کے لئے اسے مقوّیات کا استعمال کرنا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ مرد اپنی طبیعت کی بناء پر صحبت میں بہت کمی کر دے اور بیوی اس کی منتظر بنی رہے، اس میں بہت ہی نقصانات ہیں۔

مقوّیات میں سب سے اچھی چیز عمدہ خوراک چھوٹے جانوروں، پرندوں کا گوشت، انڈا نیم برشت و مچھلی اور مغزیات بادام، چلغوزہ وغیرہ ہیں، بہر حال دونوں کے اعتدال سے ہی زندگی خوشگوار ہوگی۔

❷ حیض اور نفاس کی حالت میں (یعنی ناپاکی کی حالت میں) بیوی سے صحبت کرنا حرام اور ناجائز ہے، بلکہ ایسے اوقات میں ناف سے لے کر گھٹنے تک ستر کھولنا ہی نہیں چاہئے، اس کے علاوہ باقی بدن سے لطف اندوز ہونا اور ساتھ میں سونا جائز ہے بشرطیکہ صحبت میں واقع ہونے کا خطرہ نہ ہو، ناپاکی کے زمانے میں بھی عورت کو اپنی الفت و محبت کی کمی کا احساس نہ ہونے دیں، البتہ جماع سے پوری طرح بچیں۔ بیوی صرف خواہش پوری کرنے کے لئے یا حصولِ اولاد ہی

کے لئے نہیں بلکہ ایک بڑی حکمت والی الفت ومحبت ہے جس سے سارا تکان دور ہوکر دل باغ باغ ہو جائے جو کسی اور جگہ حاصل ہی نہیں ہوسکتی۔

مرد پر بیوی کے حقوق:

شوہر جب نکاح کر کے اپنی بیوی کو گھر لائے تو اس کی حفاظت اور اس کے حقوق کی رعایت بہت ہی ضروری ہے، شریعت نے ذمہ دارانہ طور پر عورت کے تین حقوق مرد پر لازم کئے ہیں، جن کا بیان شرعی حقوق کے ذیل میں کیا جاتا ہے۔

شرعی حقوق:

1. نان ونفقہ، یعنی کھانے پینے کا خرچ۔
2. لباس، یعنی بیوی کے کپڑے وغیرہ کا خرچ۔
3. سکنیٰ۔ یعنی رہنے کا مکان۔

پہلے دو حقوق میں شوہر کو اپنی حیثیت کے مطابق انتظام کرنا ضروری ہے، گویا عورت کے کھانے اور کپڑے کی پوری ذمہ داری مرد پر ڈالی گئی ہے، وہ خود بھی کھائے گا اور بیوی کو بھی کھلائے گا، وہ خود بھی پہنے گا اور بیوی کو بھی پہنائے گا، عورت کو ان چیزوں کے لئے کمانے کی ضرورت نہیں اور نہ عورت کمانے کے لئے پیدا کی گئی ہے، ان دونوں حقوق میں شوہر کو بیوی کے ذوق کی رعایت کرنی چاہیے بشرطیکہ شریعت کے منافی نہ ہوں۔

تیسری چیز ہے مکان! اس کا نظم بھی شوہر کے ذمہ ضروری ہے، اگر مکان میں بہت سے رہنے والے ہوں اور ماں باپ بھی ہوں تو کوئی ایسا کمرہ ضرور ہونا چاہئے جس میں وہ دونوں تنہائی کے وقت بے تکلفی کے ساتھ مل سکیں، اگر گھر میں رہنے والے بہت سے افراد ہوں تو عورت کو غیر محرم رشتہ داروں کے سامنے آنا جانا بُرا ہے، کم از کم ہر مکان میں مردانہ اور زنانہ حصہ الگ الگ کرنا چاہئے۔

مسائل اور آپس کے حقوق کی زیادہ تفصیل کے لئے اردو کتابوں میں بہشتی زیور، بہشتی ثمر، ہدیۃ النساء، تحفۃ الوالد والولد وغیرہ کا مطالعہ کرنا چاہئے، احقر نے رسالہ مختصر رکھنے کے پیش نظر ضروری باتیں بیان کرکے تفصیلات چھوڑ دی ہیں۔

اخلاقی حقوق:

مردوں کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی ایسی خصوصیات سے نوازا ہے جو عورتوں میں عموماً کم پائی جاتی ہیں، شجاعت و بہادری، عزت وحمیت، علم و مروّت اور ایسے ہی حاکمیت اور آمریت، قوتِ فیصلہ، سطوت و دبدبہ، یہ مرد میں بدرجۂ کمال پائے جاتے ہیں، اسی لئے مرد کو عورت پر قوامیت و اختیار دیا ہے اور یہ شوہر ہی کا فریضہ ہے کہ وہ عورت کے اخلاق کی نگرانی کرے۔ عورت کے اندر اگر گھر کے نوکروں اور اجنبی لوگوں کے ساتھ نرمی اور ہنسی مذاق اور گفتگو پائی جائے تو اسے فوراً تنبیہ کرے اور اسے ان باتوں سے روکے، اور شروع ہی میں ان باتوں سے روک دینا آسان ہے اس سے کہ اس وقت خاموشی اختیار کی جائے اور پھر معاملہ آگے بڑھ جائے، عورت کی اس حالت کو دیکھ کر اگر مرد پر کوئی

اثر نہ ہو اور اس کے چہرے پر بل بھی نہ پڑے تو ایسا آدمی دیوث ہے، جو حدیث میں ملعون ہے۔ عورت کو بالکل آزاد نہ چھوڑ دیا جائے کہ جو چاہے بے خوف وخطر اس سے باتیں کرے، جو چاہے ہنسے بولے، عورت بہت ہی قیمتی جوہر ہے، اس کی حفاظت شوہر کا فریضہ ہے، اسی طرح اپنے گھر میں بلاوجہ لوگوں کی آمدورفت بھی زیادہ نہ رکھنی چاہیئے۔

مرد کے لئے عورت کی اصلاح کے طریقے:

لیکن عورت کو تنبیہ کرنے اور اس کی اصلاح کا یہ مطلب نہیں کہ جب چاہے ذرا ذرا سی بات پر برس پڑے، ڈانٹ ڈپٹ اور مار دھاڑ شروع کر دے، یہ شرافت اور انسانیت کے خلاف ہے، نہ ہی معمولی باتوں پر جیسے کسی کو دیکھ لینے پر یا کسی کے ہنس لینے پر عورت کو مشتبہ اور مشکوک قرار دیا جائے، بلکہ سنجیدگی کے ساتھ اس کے احوال پر نظر رکھنی چاہیئے۔

عورت سے اگر کوئی نازیبا بات صادر ہو جائے جس سے تمہیں تکلیف پہنچے تو معمولی بے رُخی اور چہرے پر بل ڈال کر تنبیہ کی جائے اور اگر وہ اس سے نہ سمجھے تو ایک دو رات کے لئے اپنا بستر اس سے الگ کر لینا چاہیئے، اگر دونوں کے دل میں ایک دوسرے کی محبت ہوگی تو اتنا ہی کافی ہے، ڈانٹ ڈپٹ اور گالی گلوچ کی ضرورت نہیں، لیکن اگر وہ اپنی غلط بات کو چھوڑنے پر اب بھی تیار نہیں ہوئی تو تھوڑی مار کی اجازت ہے لیکن نوکروں کی طرح مارنے سے پھر بھی منع فرمایا گیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ: ''کتنی عجیب سی ہے یہ بات کہ مرد اپنی بیوی کو دن

میں غلام اور باندی کی طرح مارتا ہے اور پھر رات کو اس سے جماع کرتا ہے"۔

باقی یہاں اس بات کا بھی خیال رہے کہ عورت کی طرف سے گھریلو کسی بات پر ناراضگی یا آپ کی طرف سے کسی مطالبہ کے پورا نہ ہونے پر اس کا روٹھ جانا طبعی چیز ہے، بلکہ یہ اس کی محبوبانہ فطرت کا خاصہ ہے۔

تنبیہ: مرد کو اتنی بات کا ضرور خیال رکھنا چاہئے کہ عورت کی کسی بات پر اگر غصہ آجائے تو بے قابو نہ ہو، اپنے آپ کو سنبھالنا بہت ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اور میں تم سب میں زیادہ اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا ہوں''۔ اس لئے اس کی بد خلقی اور تیز مزاجی پر صبر کرنا بہت ضروری ہے، اگر زیادہ غصہ ہو تو وہاں سے الگ ہو جائے، تعوّذ پڑھے، پانی پی لے، جس حالت پر تھا اسے بدل دے۔ یاد رکھو! کہ پہلوانوں کو پچھاڑنا بہادری اور کمال نہیں بلکہ بہادری یہ ہے کہ غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے اور طبیعت اور زبان کنٹرول میں ہو، ورنہ اگر خدانخواستہ غصہ میں کوئی بات کہہ دی (یعنی مثلاً طلاق دے دی) تو پوری زندگی بدل جائے گی اور پھر تو بھی افسوس کرنے لگے گا، غصہ کی کیفیت میں کوئی بھی اہم کام کرنا عقلمندی اور شجاعت کے خلاف ہے، اس لئے جب غصہ کافور ہو جائے اس کے بعد ہی سوچ سمجھ کر اور مخلص دوست اور رشتہ داروں سے مشورہ کر کے کوئی اقدام کرے۔

اس کے علاوہ کچھ باتیں اور بھی ایسی ہیں جن کا اختیار کرنا مرد کے لئے

بیوی کے حق کی تکمیل میں مفید ہے۔

❶ عورت کے بے پردگی سے حتیٰ الامکان بچائے رکھے اور غیر محرم اجنبی مردوں سے ربط وضبط اور آمد ورفت سے منع کر دے۔

❷ بیوی کو شوہر کے سامنے ہمیشہ زینت کے ساتھ رہنا چاہئے تا کہ اس کی نگاہ غیروں پر نہ پڑے اور اس کی طرف سے دل میں کوئی کدورت پیدا نہ ہو، اس کا حکم شریعت میں بھی کیا گیا ہے، بالخصوص جب شوہر سفر سے آئے تو عورت زینت اختیار کرلے۔ حضورِ اکرم ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مدینہ سے باہر قیام کرتے تا کہ مدینہ میں عورتوں کو اطلاع مل جائے اور وہ صاف ستھری ہو جائیں۔

❸ بیوی کی خاطر شوہر کو بھی صاف ستھرا اور اچھے کپڑے میں رہنا چاہئے تا کہ اس کا میلان بھی آپ کی طرف باقی رہے۔

❹ اگر بیوی عمدہ کپڑے اور زیورات کی بہت ہی زیادہ شوقین ہے تو بڑی حکمت سے زاہدوں کے واقعات اور اللہ کی نیک، بندیوں کے قصے اور دنیا کی بے ثباتی سے اور زائد از ضرورت سامان سے اس کی رغبت کم ہو جائے، اگر اس طرح اس کی رغبت کو کم نہیں کیا گیا تو اس کی یہ ہوس پورے گھر کو برباد کر سکتی ہے۔

❺ عورت کے سامنے کپڑے اور زیورات وغیرہ میں کوئی چیز پرائی نظر آئے تو اسکی پوری تحقیق کر لے کہ کہاں سے آئی ہے اور کیوں؟ ورنہ بگاڑ کے راستے اسی طرح شروع ہوتے ہیں۔

❻ کاروبار کرنے والے لوگوں کو چاہئے کہ سارا وقت اسی ادھیڑ پن میں نہ لگائے رکھیں، بلکہ کچھ وقت بیوی کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے اور ہنسنے بولنے کے لئے بھی رکھنا چاہئے۔

❼ بیوی اگر سلیقہ منداور نیک ہے تو کبھی کبھار ایک آدھ جملہ سے اس کی تعریف بھی کرنی چاہئے تاکہ اس کو خوشی حاصل ہو۔

❽ بیوی کے رمزاور اشاروں کو بھی سمجھنے کی پوری کوشش کی جائے، وہ بہت سی باتیں زبان سے نہیں کہتی، البتہ اشاروں میں اور چہرے کے ناز و انداز میں کہہ جاتی ہے۔

❾ بیوی کو اپنے بچوں کے سامنے برا بھلا نہ کہنا چاہئے، ورنہ گھر کا لطف ختم ہوجائے گا، اور بچے اپنی والدہ پر بے باک ہوجائیں گے۔

❿ بیوی بچوں کے ساتھ انتہائی الفت ومحبت کے ساتھ رہنا سیکھو، پھاڑ کھانے والے شیر اور چیتے کی طرح رہنے کی عادت نہ ڈالو، نہ ہی ہر وقت حاکمانہ راج چلاؤ۔

⓫ اپنی بیوی کے سامنے کسی پرائی عورت کی تعریف نہ کرو، بالخصوص کسی کے حسن و جمال کا ذکر اس کے دل کو شکستہ بنادے گا اور تم اس کی نگاہ میں مشکوک بن جاؤگے۔

⓬ اُمورِ خانہ داری یعنی گھر کے کام کاج میں اس کی رائے کو وقعت دو، کہ اس کی رائے اس معاملہ میں بسا اوقات صحیح ہوتی ہے۔

⑬ بیوی کے سامنے کسی بات میں حجت بازی نہ کی جائے کہ یہ اس کے لائق نہیں، ہاں! اس کے ساتھ جذبات کا لحاظ رکھ کر برتاؤ کیا جائے، یہی اس کے لائق ہے۔

⑭ عورت اگر پڑھی لکھی ہو تو اسے اچھی اخلاقی اور مذہبی کتابیں پڑھنے کو دو، ناول افسانے اور خرافات کو ہاتھ نہ لگانے دیا جائے۔

⑮ کبھی کبھار گھر میں کچھ گڑبڑ ہو تو اس سے اندر ہی اندر نمٹ لو، باہر دوسروں تک نہ پھیلاؤ۔

⑯ بداخلاق عورتوں کے ساتھ ہرگز جوڑ نہ ہونے دیا جائے، ورنہ وہ اسے بھی برباد کردیں گی۔

⑰ اگر گھر میں ماں بہنوں کے ساتھ بیوی کی کوئی گڑبڑ ہو جائے تو انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ دونوں کے حقوق کی رعایت کرتے ہوئے نمٹا دیا کرو۔

⑱ گھر کے معاملات میں نہ بہت زیادہ سخت، نہ بہت زیادہ نرم ہونا چاہئے۔

⑲ خدانخواستہ اگر کسی بدزبان اور بداخلاق عورت سے پالا پڑ گیا اور اصلاح کی کوئی امید نہیں تو مجبوری میں اس کو علیحدہ کرنے ہی میں بھلائی ہے، مگر یہ بات ذہن نشین رہے کہ حدیثِ پاک میں صاف طور پر ارشاد ہے کہ عورت بائیں جانب کی اُوپر کی پسلی سے پیدا کی گئی ہے، اور وہ سب سے زیادہ ٹیڑھی پسلی ہے، لہٰذا اس کے ٹیڑھ پن کے ساتھ اس سے فائدہ اٹھاتا رہے، ورنہ بالکل سیدھی کرنے جائے گا تو توڑ بیٹھے گا۔ اس لئے مرد کو حتیٰ الامکان تحمل سے کام لینا

چاہئے، حتیٰ الامکان طلاق سے بچنا چاہئے، شریعت نے طلاق کو پسند نہیں کیا، ابغض المباحات فرمایا ہے، یعنی یہ مباح و جائز کاموں میں بہت برا کام ہے۔ اس پر اقدام بہت سوچ سمجھ کر اور اپنے مخصوص متعلقین سے مشورہ کے بعد ہی کرنا چاہئے، تین طلاق دینا اور وہ بھی ایک ہی ساتھ برا ہے، شاید پشیمانی اٹھانی پڑے۔

۲۵ عورت اگر بیمار ہے یا اس کے حیض میں گڑبڑ ہے تو جلد ہی اس کے علاج کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔

بیوی پر شوہر کے حقوق:

جس طرح مرد کے ذمہ عورت کے بہت سے شرعی اور اخلاقی حقوق ہیں، ایسے ہی عورت کے ذمہ شوہر کے بہت سے حقوق ہیں جن کو اپنانا اس کا فریضہ ہے۔

۱ عورت کے ذمہ شوہر کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ جب اس نے اپنی ذات شوہر کے سپرد کر دی ہے تو اس کی ہمیشہ حفاظت کرے اور اس سلسلہ میں خیانت کا ارتکاب نہ کرے، شوہر چاہے حاضر ہو یا غائب یعنی کہیں سفر پر گیا ہو، کسی اجنبی مرد سے تعلق قائم کرنا اعلیٰ درجہ کی خیانت اور بدعہدی ہے۔

۲ ظاہر ہے کہ جس مرد نے عورت سے نکاح کیا ہے، اس کا ایک مقصد غلط جگہ سے نفسانی خواہش کو چھوڑ کر جائز اور حلال جگہ پر پورا کرنا ہے، اس لئے

شوہر کو جب کبھی اس کا تقاضا ہو تو اس کو اس کا موقع دیا جائے اور اس سلسلہ میں بلاوجہ کوئی بہانہ نہ بنانا چاہئے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''اگر شوہر تمہیں اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے بلائے اور تم روٹی اور توے پر بیٹھی ہو، تب بھی تم اپنا کام چھوڑ کر اس کے تقاضے کو پورا کرو''۔ اس کا بھی خیال رہے کہ خواہش پیدا ہونے پر دن میں بھی صحبت جائز ہے کوئی حرج نہیں، خود حضورِ اکرم ﷺ اور بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بعض اوقات دن میں جماع کرنا ثابت ہے۔

❸ شوہر کا جو کچھ بھی مال اور سامان ہے اس کی حفاظت کرے، اس کو شوہر کی مرضی کے خلاف اور غلط مقام پر نہ خرچ کیا جائے، اسی طرح ضرورت کے کاموں میں بھی فضول خرچی نہ کرے، بلکہ کفایت شعاری کو اپنا شعار بنائے۔

❹ عورت کو چاہئے کہ اُمورِ خانہ داری کو اچھے طریقے پر سیکھ لے اور شوہر کے مزاج کے موافق کھانے پینے، رہنے سہنے اور اوڑھنے بچھونے کا انتظام کرے۔

❺ عورت کو شوہر کی باتوں پر اور اس کے کام پر بار بار رُوٹھ جانا اور اپنی کسی بات کے پورا نہ ہونے پر ناراض ہو جانا کوئی اچھی بات نہیں، اس سے محبت میں کمی آتی ہے، اور شوہر ایک بوجھ محسوس کرنے لگتا ہے، بیوی کو ایسی بے تکی عادتوں سے بہت بچنا چاہئے۔

❻ بیوی کو شوہر پر یا اس کی کسی بات پر غصہ ہونا اور بدکلامی کرنا، برا بھلا کہنا، گالی

گلوچ کرنا، انتہا درجہ کی بے حیائی اور بے شرمی ہے، شوہر اگر اپنی شرافت یا کسی مجبوری کے سبب کچھ نہیں کہتا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم جو چاہو کرو، اگر ایسی حرکت تم نے کی تو شوہر کے دل میں تمہاری وقعت اور محبت ختم ہو جائے گی، اور کیا عجب کچھ دنوں کے بعد تفریق تک نوبت پہنچ جائے اور تمہارے آنسو پونچھنے والا کوئی نہ ہوگا۔

❼ بیوی کو شوہر کے ماں باپ اور بھائی بہنوں کے معاملہ میں بڑی رواداری اور میل جول کا برتاؤ رکھنا چاہیئے، چاہے سسرال والوں سے کچھ تکلیف ہی پہنچے، ہر وقت شوہر کے سامنے سسرال والوں کی شکوہ شکایت اور معمولی باتوں پر جھنجلانا عورت کی محبت کو کم کر دے گا اور ایسا تو ہوتا ہی ہے کہ جب کبھی گھر میں ایک دو عورتیں یا دو چار بچے ہوں تو ہر بات اپنی طبیعت کے موافق نہیں ہوگی، کچھ نہ کچھ مزاج کے خلاف تو کہاں نہیں پیش آئے گا؟ اس لئے سسرال والوں کے تمام چھوٹے بڑوں کے ساتھ اچھا سلوک رکھے اس سے محبت بڑے گی اور زندگی کا لطف دوبالا ہو جائے گا، عورت کو چاہیئے کہ اپنے قدرتی حسن و جمال اور دل آویزیوں کی پوری طرح حفاظت کرے، ضائع ہونے سے بچائے، تاکہ شوہر کی نگاہ اس سے ہٹ کر دوسری جگہ نہ جمے۔

حمل کی ابتداء اور اس کے متعلق چند باتیں:

شادی کی کچھ مدت گزرنے کے بعد عام طور پر دونوں کی خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اولاد عطا فرمائیں، چنانچہ اسباب کے درجے میں دونوں کے ملنے

سے اولاد بھی ہونا شروع ہو جاتی ہے، لیکن بعض مرتبہ اللہ تعالیٰ جلد اولاد نہیں دیتے جس میں باوجود اسباب کے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے فیصلہ کو بڑا دخل ہوتا ہے، اس لئے اس پر انہیں مایوس اور ناامید نہ ہونا چاہئے، بددلی اور کبیدگی کی کوئی وجہ نہیں، نہ شوہر کو بیوی سے ناراض ہونا چاہئے، بلکہ خدائے پاک سے امید کرتے ہوئے دعا کرتے رہنا چاہئے اور ضرورت ہو تو طبّی طور پر علاج بھی کرانا چاہئے، ممکن ہے ان دونوں میں سے کسی ایک کی صحت خراب ہو یا قوت وطاقت کی کمی ہو، جب صحیح علاج ہوگا تو امید ہے کہ دیر سویر اولاد ضرور ہوگی اور اس تاخیر میں بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی مصلحت ہوگی۔

اگر کافی دن گزر جائیں اور طبّی تحقیقات کے بعد عورت کی ایسی کمزوری یا بیماری کا پتہ چلے جو اولاد ہونے سے مانع ہے اور شوہر اولاد کے لئے دوسری شادی کرنا چاہئے (خیال رہے کہ شوہر کو دوسرے نکاح کا ہر وقت حق حاصل ہے، لیکن اولاد کے لئے دوسری شادی کی قید اس لئے لگائی کہ عام طور پر لوگ اولاد ہی کے لئے دوسرا نکاح کرتے ہیں)۔ تو شرعاً اس کی اجازت ہے، لیکن دونوں بیویوں میں عدل وانصاف قائم کرنا بہت ضروری ہے، اور اگر حقوق ادائیگی میں ذرا بھی اِدھر اُدھر جھکاوا اور میلان پایا گیا تو اس کا انجام نہایت برا ہوگا۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ: ''جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے کسی ایک کی طرف جھک گیا (اور اس کا زیادہ خیال رکھا) تو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا جسم جھکا ہوا

ہوگا''۔لوگ اس کے جسم کے جھکاؤ کو دیکھ کر سمجھ جائیں گے کہ یہ مجرم ہے اور اس نے بیویوں کے درمیان انصاف نہیں کیا، اس لئے کئی بیویاں ہوں تو سب کا برابر خیال رکھنا ضروری ہے۔

اب جب اللہ تعالیٰ اولاد عطا فرمائیں تو اس کی پہلی منزل حمل سے شروع ہوتی ہے، حمل کا ہونا مختلف علامتوں سے ظاہر ہوتا ہے جس میں اہم علامت ماہواری خون (حیض) کا بند ہوجانا ہے اور بسا اوقات عورتوں کو متلی اور قے وغیرہ کی شکایت شروع ہوجاتی ہیک، ایسے موقع پر عورت کو اپنی صحت کا پورا خیال کرنا چاہئے اور بطورِ خاص قوت اور مختلف قسم کے امراض کے لئے کسی حکیم کا مشورہ کر کے معجون اور مقوّیات وغیرہ استعمال کرنا چاہیئے عورتوں کو ان ایام میں قے اور متلی اور جی گھبرانے کی عموماً شکایت رہتی ہے، اس لئے موقع بموقع کھٹی اور نمکین چیزوں کے کھانے کا شوق ہوتا ہے، بعض عورتوں کو کالی مٹی کھانے کا شوق ہوتا ہے، ایسے موقع پر اس کا دھیان رکھے کہ جو چیزیں صحت کے لئے مفید ہوں، وہ کھانی چاہئیں اور صحت کو نقصان دینے والی اور بری چیزوں سے خصوصاً بہت ترش اور مرچ والی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اسی طرح زمانۂ حمل میں کودنے پھاندنے اور اچھلنے دوڑنے اور بہت زیادہ بھاری وزن اٹھانے سے بچنا چاہئے، ورنہ خطرہ ہے کہ حمل گر کر خون جاری ہونا شروع ہوجائے۔ایسے ہی حمل کے ایام میں قبض والی چیزیں استعمال نہ کریں اور جب قبض ہوجائے تو اس کا فوراً علاج کریں، اسی طرح دست آور چیزوں کے

استعمال سے بچیں۔

عورت کو یہ بھی چاہئے کہ ان ایام میں ہشاش بشاش اور خوش وخرم رہے، رنج وفکر اور غم میں بالکل مبتلا نہ ہو۔

نیز کپڑے اور بدن کی صفائی کے ساتھ دل و دماغ کو بھی (گندے اور برے خیالات) سے پاک اور صاف رکھے اس لئے کہ اس کا اثر قدرتی طور پر پیٹ کے اندر بچہ پر پڑتا ہے، اس لئے ان ایام میں بچوں کی ماں کو انتہائی پاکیزہ اور مہذّب رہنا چاہئے۔

حمل کے دنوں میں جماع اور صحبت کرنے سے حتیٰ الامکان بچنا چاہئے، خصوصاً ابتدائی چار ماہ اور ساتویں مہینے کے بعد تاکہ حمل کو کوئی نقصان پیدا نہ ہو (البتہ شرعی طور سے جائز ہونے میں کوئی کلام نہیں)۔

عورت چونکہ حمل کے ایام میں کافی تکالیف میں رہتی ہے پھر یہ مدت بھی کم نہیں ہوتی بلکہ تقریباً نو ماہ تک رہتی ہے، پھر سب سے بڑی تکلیف بچہ جننے کے وقت ہوتی ہے، چنانچہ قرآنِ کریم میں ماں کی اہمیت اور اس کی عظمت بتانے کے لئے ان تکلیفوں کا خاص طور سے ذکر کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ.

ترجمہ: اس کی ماں نے اس کو اپنے پیٹ میں اُٹھائے رکھا کمزوری پر کمزوری برداشت کرکے۔

اسی طرح فرمایا:

حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ كُرۡهًا وَّوَضَعَتۡهُ كُرۡهًا.

ترجمہ: اس کی ماں نے اپنے پیٹ میں رکھا تکلیف کے ساتھ اور جنا تکلیف کے ساتھ۔

اور چونکہ تکلیف ایک بچہ کی وجہ سے ہے اور وہ بچہ خدا کا مؤمن بندہ ہوگا، رسول اللہ ﷺ کی امت میں اضافہ کا باعث ہوگا، دیندار داعیٔ حق ہوگا، اس لئے حدیثِ پاک میں ثواب بھی بیان فرمایا گیا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: عورت زمانۂ حمل سے لے کر دودھ چھڑانے تک اس غازی کی طرح ہے جو سرحدوں کی نگرانی کرتا ہے اور ایسے غازی کا بڑا ثواب ہے۔ اسی طرح حدیثِ پاک میں ہے کہ: عورت کا اگر دردِ زہ میں انتقال ہو تو وہ شہید کہلائے گی۔ اس لئے عورت کو حمل اور دردِ زہ کی تکلیفوں کو ہنسی خوشی برداشت کرنا چاہئے، یہ فقط انسانی خواہش کی تکمیل نہیں بلکہ اس پر اسے بڑا ثواب ملے گا۔

ہاں! بعض مرتبہ اولاد کافی ہوجاتی ہے اور ابھی پہلا بچہ دودھ پیتا ہے یا بیوی کی صحت کمزور ہے اور تقاضا یہ ہے کہ اگلا بچہ جلدی نہ ہو، بلکہ کچھ تأخیر ہوجائے تو اس کے لئے کچھ صورتیں شریعت نے جائز رکھی ہیں، جس میں نہ مرد کو نقصان ہو نہ عورت کو، اس میں ایک صورت عزل کی ہے، یعنی بیوی سے جماع کر کے جب انزال (منی نکلنے) کا وقت آئے تو اس سے علیحدہ ہوجائے تاکہ منی باہر نکالے۔ اسی طرح ایک حکیم صاحب نے یہ طریقہ لکھا کہ عورت صحبت کے بعد فوراً اُلٹی

لیٹ جائے یا فوراً کھڑے ہوکر اُلٹے پیر چلنے لگے اس سے بھی حمل قرار نہیں پائے گا، گویا ایسی صورتوں کے اختیار کرنے کی شریعت نے اجازت دی ہے، جس میں وقتی طور پر حمل قرار نہ پائے اور مرد وعورت کسی کو نقصان نہ ہو۔

آج کل جونس بندی وغیرہ کے سلسلے چل پڑے ہیں وہ یا تو ہمیشہ کے لئے اولاد کا سلسلہ منقطع ہونے کا ذریعہ ہے (جو اللہ کی دی ہوئی ایک قوت کو بالکل ضائع کردینے کے ہم معنیٰ ہے) یا پھر ایسی صورتیں ہیں جن سے گویا ہمیشہ کے لئے تو سلسلہ بند نہیں ہوتا لیکن کسی ایک کو شدید نقصان ہوتا ہے، صحت برباد ہوجاتی ہے جس کا آئے دن مشاہدہ ہوتا رہتا ہے، مثلاً مانعِ حمل زہریلی گولیاں استعمال کرنا یا مرد کا نرودھ وغیرہ استعمال کرنا، جن مردوں یا عورتوں نے اس قسم کے طریقے اختیار کئے وہ اپنی صحت کھو بیٹھے ہیں۔

ولادت کا بیان:

جب بچہ کے پیدا ہونے کا وقت قریب آجائے تو مناسب یہ ہے کہ گھر میں رہ کر اچھی ماہر دایہ کو بلا لیا جائے تاکہ پیدائش کے وقت کا اور دوسری چیزوں کا صحیح اندازہ لگایا جاسکے، اسی کے ساتھ طبّی اور ڈاکٹری مشورے اور علاج وغیرہ بھی شامل ہوں تو اچھا ہے۔

آج کل یہ رواج ہوگیا ہے کہ ولادت کے وقت بیوی کو ہسپتالوں کے حوالے کردیتے ہیں، چونکہ وہاں عموماً غیر مسلم دائیاں ہوتی ہیں اور بے پردگی بھی خوب ہوتی ہے، اور پورا غیر اسلامی ماحول ہوتا ہے اس لئے ایسے وقت

گھر کا پاکیزہ ماحول چھوڑ کر وہاں جانا اچھی چیز نہیں، ہاں! اگر کوئی مجبوری ہو، عورت کو شدید تکلیف یا بیماری ہو یا بروقت اچھی دائی نہ ملے تو پھر ہسپتال جانے کی گنجائش ہے۔

اب ولادت کے بعد کی چند مناسب باتوں پر نشاندہی کرتا ہوں۔

❶ بچہ کے پیدا ہونے کے بعد اسے پاک صاف کر کے اور غسل وغیرہ دے کر اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہنی چاہئے۔

❷ اگر کوئی بزرگ یا نیک آدمی ہو تو اس سے تحنیک کرائی جائے یعنی کسی بزرگ کے ہاتھ سے کھجور چبوا کر اور نرم کر کے بچہ کے تالو میں لگا دی جائے تا کہ بچہ کے پیٹ میں سب سے پہلے نیک آدمی کا لعاب اور کھجور کی مٹھاس پہنچے جو بابرکت ہے۔

عقیقہ کا بیان:

❸ بچہ کا ساتویں دن عقیقہ کرنا سنت ہے، اگر ساتویں دن نہ ہو تو بعد میں کبھی بھی اس کی ولادت والے دن سے پہلے (مثلاً بدھ کے دن پیدا ہوا تو منگل کے دن) عقیقہ کر لینا چاہئے، عقیقہ لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا ہے، لڑکے کی طرف سے اگر ایک بکرا ہو گا تب بھی کافی ہے۔

❹ عقیقہ کے دن سر کے بال منڈوا کر اس کے وزن کی مقدار چاندی کا صدقہ کرنا مستحب ہے، حدیث میں اس کا بھی حکم آیا ہے، انسانی بدن سے الگ کئے

جانے والے ناخن وغیرہ کو کسی پاک جگہ دفن کردینا چاہئے، ویسے ہی اِدھر اُدھر ڈال دینا بہت برا ہے، اس میں بیماریوں اور آفات کا خطرہ ہے۔

۵ لڑکے کا ختنہ بچپن ہی میں کروایا جائے تو بہتر ہے، زیادہ بڑی عمر ہونے کا انتظار نہ کیا جائے۔

۶ بچے کو گہوارے میں سلانا، اچھی لوریاں اور مفید گیت وغیرہ سنانا بھی پسندیدہ ہے۔

۷ بچے کا اچھا نام رکھا جائے، عبداللہ، عبدالرحمٰن اور حضرات انبیاء اور صحابہ وصحابیات کے ناموں پر نام رکھنا زیادہ اچھا ہے، قیامت کے دن ہر ایک کو محشر میں ناموں سے پکارا جائے گا، اس وقت برے ناموں سے، ندامت ہوگی۔

اولاد کی وفات پر صبر:

بعض مرتبہ خدائے پاک اولاد دے کر اٹھا لیتے ہیں، یہ یقیناً بہت صدمہ کی بات ہے، مگر اس موقع پر بھی صبر کی ضرورت ہے، بہت ہی سنبھل کر رہے، آنکھ سے آنسو بہنا اور دل میں غم ہونا تو طبعی بات ہے، لیکن زبان سے ہرگز کوئی بات بے ادبی کی نہ کہے، نہ دل میں کوئی ایسا برا خیال لائے، بلکہ جم کر صبر کرے، آخرت کے اجر وثواب کو پیشِ نظر رکھے۔ حدیثِ پاک میں نابالغ بچوں کے مرنے پر صبر کرنے والی عورت کے لئے جنت کی خوشخبری ہے۔ دو بچوں کے مرنے پر صبر کرنے والی عورت کے لئے پوچھا گیا تو اس کے لئے جنت کا وعدہ

فرمایا گیا ہے، اور ایک بچہ کے مرنے پر صبر کرنے والی کے لئے بھی حدیثِ پاک میں جنت کا وعدہ موجود ہے، اس لئے ایسے موقع پر اولاد کی محبت میں بے صبری کر کے جنت کو ہاتھ سے نہ کھودے، بلکہ جم کر صبر کر کے رسول اللہ ﷺ کی بشارتوں سے فائدہ اٹھائے۔

رضاعت کے متعلق چند باتیں:

❶ بچہ کے لئے موافق دودھ اس کی ماں کا ہی ہوتا ہے، اس لئے سب سے بہتر یہی ہے کہ بچہ کی ماں دودھ پلائے، لیکن خدانخواستہ کوئی مجبوری ہو یا ماں کا دودھ خراب ہو تو کوئی اور دودھ پلانے والی مقرر کی جائے۔

❷ دودھ پلانے والی عورت بھی بچہ کی ماں کی طرح اپنے ذہن و دل کو برے خیالات و خرافات سے بچائے، اس لئے کہ دودھ پلانے کے زمانے میں بھی مُرضِعَۃُ کی طبیعت اور اس کے اخلاق کا اثر بچے کے دل و دماغ پر پڑتا ہے۔

❸ دودھ پلانے والی کو اپنی صحت کا پورا خیال رکھنا چاہئے اور اگر سہولت اور گنجائش ہو تو عمدہ غذا استعمال کرے تا کہ بچہ کے قوئی اور جسم پر اچھا اثر پڑے۔

اولاد کی تربیت:

جب بچہ باشعور ہونے لگے تو اوّل اس کو خدائے پاک کا نام اور کلمہ پاک سکھانے کی کوشش کی جائے، جب سمجھدار ہو تو اوّلاً مکتب یا گھر میں دینیات کی

تعلیم شروع کی جائے، اس کے سامنے کوئی نازیبا حرکت ہرگز نہ کی جائے اور کوئی بھی غلط بات اس سے صادر ہو تو اس کو ہمیشہ روکنے کی کوشش کی جائے، حلال روزی کا پورا اہتمام کیا جائے، والدین اس کی اِصلاح وفلاح کی دعائیں کرتے رہیں، غرض اس کی تربیت وتعلیم کا پورا لحاظ کیا جائے، غفلت ہرگز نہ برتی جائے، ماں کی گود اس کا سب سے پہلا مدرسہ ہے۔ اس کی زیادہ تفصیل میرے رسالہ ''تحفۃ الوالد والولد'' میں ملے گی۔ اہل وعیال کی تعلیم وتربیت کا آسان طریقہ آج کل یہ ہے کہ گھر میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے بجائے دینی کتب کی تعلیم پابندی کے ساتھ کرنی چاہیے، کبھی آپس میں مسائل کا تذکرہ ہو، کبھی مختلف اوقات واحوال کی دعائیں سیکھی جائیں، کسی وقت پابندی کے ساتھ تلاوت و تسبیحات کا مشغلہ ہو تو گھر ہی ایک قسم کا مدرسہ اور خانقاہ بن جائے گا، اور گھر والے انشاءاللہ صحیح رُخ پر پڑ جائیں گے۔

اولاد کے ذمہ ماں باپ کے حقوق:

جب اولاد سمجھدار ہو جائے تو ان کو یہ بات خوب ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ ان کے ذمہ ماں باپ کے بہت حقوق ہیں، انہوں نے بچپن میں انتہائی مشقت اور تکلیف برداشت کر کے بڑی محبت سے پالا ہے، اور پھر ماں ضعیف الخلقت (پیدائشی کمزور) بھی واقع ہوئی اور بچہ کی سب سے زیادہ تکلیف اسی کو برداشت کرنی پڑتی ہے (جس کا قرآن بھی تذکرہ کرتا ہے)، اس لئے اس

کے حقوق کی اہمیت وعظمت اور زیادہ ہو جائے گی، اس لئے اولاد کے ذمہ ماں باپ کی اطاعت اوران کی فرمانبرداری ضروری ہے۔ والدین کی نافرمانی کو سب سے بڑا گناہ شمار کیا گیا ہے، اور ایک حدیث میں کفر وشرک کے بعد سب سے بڑا گناہ اسی کو بتلایا گیا ہے۔ اس کی زیادہ تفصیل میرے رسالہ ''تحفۃ الوالد والولد'' میں ملے گی، اور اس میں والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کے بہت سے واقعات بھی لکھے گئے ہیں کہ والدین کی خدمت اور فرمانبرداری سے رزق میں، کاروبار میں برکت ہوئی اور جنت میں داخل ہونے کی بشارت ملی، اوران کی نافرمانی پر دنیا میں کیسی محرومی اور ناکامی رہی اور آخرت میں ان پر کیا وبال آئے گا؟ چنانچہ اس وقت ایک دو واقعہ مختصراً اس موقع پر بیان کرتا ہوں۔

بنی اسرائیل کے تین آدمیوں کا واقعہ:

بنی اسرائیل میں تین آدمی کہیں جا رہے تھے، راستہ میں بارش شروع ہوگئی، تینوں بارش سے بچنے کے لئے کسی غار (پہاڑ کی کھوہ) میں داخل ہو گئے، اتفاق سے اس غار پر اوپر سے پتھر کی چٹان آکر گر پڑی جس سے غار کا منہ بالکل بند ہو گیا اور اب نکلنے کی کوئی راہ نہ تھی، اور یقین ہو گیا کہ اب ہلاکت یقینی ہے۔ ان تینوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ ہر آدمی اپنے کسی عملِ مقبول کا واسطہ دے کر دعا کرے شاید اس کے طفیل نجات مل جائے۔ چنانچہ ان میں ایک شخص

(جس کا یہاں ذکر مقصود ہے) نے یہ دعا کی کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں روزانہ بکریاں چراتا ہوں، شام کو واپس آکر پہلے اپنے ماں باپ کو دودھ نکال کر پلاتا ہوں اور پھر اپنے بچوں کو، ایک مرتبہ شام کو آتے آتے دیر ہوگئی، گھر جب پہنچا تو والدین سو چکے تھے، دودھ نکالا تو میرے بچے مانگنے لگے، لیکن میں نے کہا جب تک ماں باپ نہ پی لیں نہیں پلاؤں گا، ان کو بیدار کرنا مناسب نہیں سمجھا، دودھ کا پیالہ لے کر سرہانے کھڑا ہوگیا کہ جب بیدار ہوں گے تو پلاؤں گا اور بچے بلبلاتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی، جب اٹھے تو ان کو پلایا پھر بچوں، اے اللہ! اس عمل کے طفیل دعا کرتا ہوں کہ راستہ دیدیں۔ چنانچہ وہ پتھر کچھ ہٹ گیا جس سے کچھ ہوا آنے لگی، اور روشنی ہوگئی لیکن نکل نہیں سکتے تھے، اس طرح دوسرے اور تیسرے نے اپنے اپنے نیک عمل کا واسطہ دیا اور غار سے وہ پتھر ہٹ گیا اور راستہ مل گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا رفیقِ حیات:

حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے دعا کی کہ: اے اللہ! جنت میں جو میرا رفیق ہوگا وہ بتادے، اللہ جل شانہ نے بتایا کہ فلاں جگہ اس صفت کا آدمی ہے اسے دیکھ لو، چنانچہ وہ تلاش کرتے کرتے پہنچے تو دیکھا ایک آدمی ہے اور اس کی ماں بالکل بوڑھی اپاہج چلنے پھرنے اور حرکت کرنے سے معذور ہے، یہ آدمی محنت و مزدوری کرتا ہے، اور روزانہ دونوں وقت آکر اپنی ماں کو اپنے ہاتھ سے لقمہ دیتا

ہےاوراس کی خدمت کرتا ہے، ماں اس کی خدمت کے صلہ میں دعا دیتی ہے کہ:
بیٹا! اللہ تجھے جنت میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رفیق اور ساتھی بنائے۔

ماں ناراض ہوتو مرتے وقت کلمہ زبان پر جاری نہیں ہوتا:

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک جوان شخص کا انتقال ہونے لگا، نبی پاک ﷺ تشریف لائے اور کلمہ کی تلقین کرنے لگے، لیکن اس کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہورہا تھا، آپ ﷺ سمجھ گئے کہ ماں ناراض ہے، پھر ماں کو بلایا اور اس سے کہا کہ: کیا تو چاہتی ہے کہ تیرا بیٹا جہنم کی آگ میں جلے؟ اس نے کہا: نہیں! تب فرمایا کہ: بیٹے سے جو غلطی ہوئی ہو اس کو معاف کردے، اس سے راضی ہوجا! چنانچہ اس نے معاف کردیا اور بچہ کی زبان پر کلمہ جاری ہوگیا پھر انتقال ہوگیا۔ دیکھئے! ماں کی ناراضگی پر کتنا وبال آتا ہے؟

سوالات وجوابات

شادی بیاہ کے متعلق بہت سی باتیں بعض احباب نے پوچھیں اور کچھ باتیں ایسی تھیں جن کو سوال و جواب کے طور پر مرتب کرنے میں فائدہ محسوس ہوا تو اس کو سوال وجواب کے انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔

سوال: مرد جوان ہو چکا، شادی کا شدید تقاضا ہے کہ لیکن مالی گنجائش نہیں ہے تو کیا کرے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: روزوں کی مداومت کرے، یعنی کثرت سے روزے رکھے تو انشاء اللہ شہوت کا زور کم ہوگا اور غلط کاریوں سے محفوظ رہے گا (خیال رہے کہ روزہ کھانے کی کمی کے ساتھ رکھنا چاہئے کہ پیٹ کچھ خالی رہ کر اس کے فوائد حاصل ہوں)۔

سوال: قریبی رشتہ دار لڑکی سے (جبکہ وہ غیر محرم ہو) نکاح کرنا جائز ہے؟

جواب: جو عورتیں غیر محرم ہیں (جن سے شرعاً نکاح حلال ہے) ان سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں، چاہے وہ قریبی رشتہ دار ہوں جیسے چچازاد، ماموں زاد بہنیں۔

سوال: رخصتی کے موقع پر حجرۂ عروسی یعنی دلہن کے کمرے کو خوب سجایا جاتا ہے اور دل کھول کر پیسے خرچ کئے جاتے ہیں، کیا یہ ٹھیک ہے؟

جواب: اسراف اور فضول خرچی حرام ہے، ہاں! تھوڑی بہت زینت اور اس کا

اچھا بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: منگنی کے بعد شادی سے پہلے اپنی منسوبہ سے میل جول گفتگو کرسکتا ہے؟ یا اس کو دیکھ سکتا ہے؟

جواب: صرف نکاح کرنے کے ارادہ سے اجنبی لڑکی کو دیکھا جاسکتا ہے، پسند آجائے تو نسبت طے کرے، پھر بار بار دیکھنا جائز نہیں جب تک نکاح نہ ہوجائے، نکاح سے پہلے وہ اجنبی ہی ہے، اس لئے تعلقات قائم کرنا، خط و کتابت کرنا حرام ہے۔

سوال: زچگی کے وقت ہسپتال میں داخل کرانا کیسا ہے؟

جواب: اگر بیمار ہو یا گھر پر صحیح علاج کی صورت نہ ہو یا دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ ہو اور یقین ہو کہ گھر میں بچہ کو یا ماں کو تکلیف ہوجائے گی تو ہسپتال لے جانے میں کوئی حرج نہیں، بلا ضرورت و مجبوری اچھا نہیں ہے۔

سوال: کسی مصلحت سے نس بندی کرنا اور اولاد کا سلسلہ ختم کرنا جائز ہے؟

جواب: نس بندی اور خطرناک و مہلک دوائیں استعمال کرنا جائز نہیں، البتہ عزل اور وقتی مانع حمل دواؤں کی اجازت ہے، بشرطیکہ اس سے کوئی نقصان نہ ہو۔

سوال: شوہر اگر اپنی بیوی سے ناراض ہوجائے تو کیا طلاق دے دے؟

جواب: طلاق مجبوری کا درجہ ہے، پہلے نبھانے کی کوشش کرنی چاہئے، زیادہ جھگڑا ہو تو مصالحت کروائی جائے، یہ بھی نہ ہو تو پھر احباب و مخلصین سے مشورہ کرکے بدرجۂ مجبور طلاق دی جائے، ورنہ ندامت ہی ندامت ہوگی۔

سوال: دن میں بیوی سے صحبت کرنا اور کثرت سے صحبت کرنے میں کوئی حرج ہے؟

جواب: دن میں صحبت کرنا جائز ہے جیسے رات کو جائز ہے، اور صحت پر اثر نہ پڑے تو بکثرت جماع میں کوئی حرج نہیں، البتہ اپنی صحت کا ضرور خیال رکھنا چاہئے۔

سوال: زیرِ ناف بالوں کی صفائی کی کیا مدت ہے؟

جواب: پندرہ دن میں کی جائے اور چالیس دن آخری حد ہے، اس کے بعد گناہ ہوگا۔

سوال: بالوں کی صفائی کس طرح کی جائے؟

جواب: جس مشین یا مروّجہ آلات وغیرہ سے بال صاف ہوجائیں ان کے استعمال میں مضائقہ نہیں، عورت چونا یا پاؤڈر استعمال کرے جس سے بال صاف ہوجائیں۔

سوال: ان بالوں کو کہاں ڈالا جائے؟

جواب: دفن کردینا چاہئے، اِدھر اُدھر نہ پھینکا جائے۔

سوال: عورت سر کے بال کتنے رکھے؟ کیا کتروانا جائز ہے؟

جواب: عورت کو سر کے بال رکھنا ضروری ہے اور یہ اس کے لئے فطری زینت بھی ہے، اس کے لئے منڈوانا یا کتروانا جائز نہیں، اور مردوں کی طرح ہی بال رکھنا اور بھی سخت گناہ ہے۔

سوال: بالوں میں کنگھی کرنے کا طریقہ کیسا ہے؟

جواب: حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کنگھی کرتے تو داہنی طرف کے بالوں میں پہلے کنگھی کرتے، پھر بائیں طرف کے بالوں میں، اور ان میں سر کے بالکل درمیانہ حصہ میں مانگ بھی نکالتے تھے، یہی طریقہ سنت ہے۔

سوال: عورت بال کھول سکتی ہے؟

جواب: عورت کے بال بھی ستر میں داخل ہیں، ان بالوں کو چھپانا بھی ضروری ہے، اس لئے دوپٹہ وغیرہ بھی اس طرح اوڑھا جائے کہ بال کھلنے نہ پائیں ورنہ سخت گناہ ہوگا۔

ختم شد